نجم الہدیٰ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مجدد صدی چہاردہم، مسیح موعود و مہدی معہود

ناشر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پاکستان مغربی

طبع ثانی　　دسمبر ۱۹۶۰ء　　تعداد ۱۰۰۰

ٹائیٹل طبع اوّل

نجم الہدیٰ

در مطبع ضیاء الاسلام قادیان باہتمام
حکیم فضل الدین صاحب طبع شد

بارِ اوّل ۲۰ نومبر ۱۸۹۸ء تعداد ۱۴۰۰

قارئین کی خدمت میں

احباب کو یاد ہوگا کہ محترم ڈاکٹر غلام محمد صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے لئے ایک گرانقدر عطیہ انجمن کو دیا تھا۔ اس عطیہ میں سے اب تک ذیل کی کتب کی طباعت کا اہتمام ہو چکا ہے۔ تریاق القلوب کے علاوہ بقیہ کتب جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء پر احباب خرید سکیں گے۔ تریاق القلوب انشاءاللہ مارچ ۱۹۶۱ء میں چھپ کر تیار ہو جائے گی۔

۱۔ فتح اسلام (بلاکس میں)
۲۔ الوصیت مع حواشی (")
۳۔ اسلامی اصول کی فلاسفی (")
۴۔ برکات الدعاء (بلاکس میں)
۵۔ نجم الہدیٰ اردو حصہ (")
۶۔ نجم الہدیٰ انگریزی ترجمہ
۷۔ انگریزی ترجمہ متن براہین احمدیہ ہر چہار حصص
۸۔ تریاق القلوب (بلاکس میں)

ان کتب کو اصل ایڈیشن کے مطابق چھاپا گیا ہے۔ اور تصحیح کرتے وقت طبع اوّل کی عبارت کو فوقیت دی گئی ہے۔ چونکہ طبع اوّل میں فہرست مضامین درج نہ تھی اس لئے اس ایڈیشن میں سرخیاں درج نہیں کی گئیں بلکہ جہاں پر سرخیاں دینا مقصود تھیں وہاں نمبر دے دئے گئے ہیں۔ یہ نمبر فہرست میں درج شدہ نمبروں کے مطابق ہیں۔ اسلئے جب کسی خاص مضمون کو دیکھنا ہو تو فہرست میں درج شدہ نمبر کو کتاب کے حاشیہ میں دئے ہوئے نمبر کے بالمقابل مضمون کو ملاحظہ فرمائیں ؛

مینجر۔ دارالکتب اسلامیہ

فہرست مضامین

اس خدا کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اور ہر ایک چیز میں ایک قسم کی خوبصورتی رکھی۔ اس نے انسانوں کے نفسوں کو اپنے لئے بنایا۔ اور اپنی ذات کے ساتھ اُن کی بے آرامی کو دُور کیا۔ اور جو کچھ بنایا نہایت استوار اور خوب اور نئی طرز کا اور محکم بنایا۔ اور سُورج کو روشن کیا اور چاند کو چمکایا اور انسان کو عزت اور شرف اور مرتبہ بخشا۔ اور اس کے رسُول اُمّی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ یہ دونوں نام اس کے وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تھے تو سب سے اوّل یہی دو نام پیش ہوئے تھے۔ کیونکہ اس دُنیا کی پیدائش میں وہی دو نام علّتِ غائی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے علم میں وہی اشرف اور اقدم ہیں۔ پس آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بوجہ ان دونوں ناموں کے تمام انبیاء علیہم السلام سے اوّل درجہ پر ہیں۔ اور باعث اس کے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر تمام نبوّت کے علم ختم ہو گئے اور آپؐ پر کامل اور جامع طور پر وحی نازل کی گئی۔ اور آخری معارف اور وہ سب کچھ جو پہلوں اور پچھلوں کو دیا گیا تھا آپ کو عطا ہوا۔ ان تمام وجوہ سے آپ خاتم الانبیاء ٹھہرے۔ اور ہر ایک سفید اور سیاہ کی طرف آپؐ کو بھیجا۔ اور ہر ایک اندھے اور بہرے اور گونگے کی اصلاح کے لئے آپؐ کو پسند فرمایا۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنی نعمتوں کے عطر سے اس قدر آنجنابؐ کو معطّر کیا کہ اُس سے پہلے کوئی نبی اور رسُول نہیں کیا گیا۔ خدا نے اپنے پاس سے آپؐ کو علم دیا اور اپنے پاس سے فہم عطا کیا۔ اور اپنے پاس سے معرفت بخشی اور اپنے پاس سے پاک کیا اور اپنے پاس سے ادب سکھلایا۔ اور برگزیدگی کے پانی سے اپنے پاس سے نہلایا۔ پس آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اس خُدا کی تعریف کرنا واجب ہو گیا۔ جو اُس

کے ہر ایک کام کا آپ متکفل ہوا۔ اور اپنی پناہ کی چادر کے نیچے جگہ دی اور ہر ایک کام آنحضرتؐ کا اپنی توجہ خاص سے بغیر توسط اُستادوں اور باپوں اور امیروں کے بنایا۔ اور اپنے پاس سے اس پر ہر ایک قسم کی نعمت پوری کی۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نے خدا تعالےٰ کی وہ تعریف کی جو کوئی فکر اس کے بھیدوں تک نہیں پہنچ سکتا اور کوئی آنکھ اس کے نوروں کی حدود کو پا نہیں سکتی۔ اور اُس نے خدا کی تعریف کو کمال تک پہنچایا۔ یہاں تک کہ اس کے ذکروں میں گم اور فنا ہو گیا۔ اور اس کے اسقدر تعریف کرنے اور خدا تعالےٰ کو صاحب تعریف ٹھہرانے کا سرّ یہ تھا کہ خدا تعالےٰ نے متواتر اور پیاپے اس پر اپنے فضل نازل کئے۔ اور وہ عنایت اسکے شامل حال کی جس نے ایک طرفۃ العین بھی اس کو اپنی کوشش اور سعی کا محتاج نہ کیا۔ یہاں تک کہ وجہ اللہ نے اس کے دل کو چیرکر اپنا دخل اس میں کیا اور اپنی محبت میں اسکو یگانہ بنایا۔ پس اس محسن کی تعریف کے لئے اس کے دل نے جوش مارا اور خدا تعالےٰ کی تعریف اس کی دلی مراد ہو گئی۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز اس کے کسی کو رسولوں اور نبیوں اور ابدالوں اور ولیوں میں سے عطا نہیں ہوا۔ کیونکہ اُن لوگوں نے اپنے بعض معارف اور علوم اور نعمتیں توسط عالموں اور باپوں اور احسان کرنے والوں کے پائی تھیں۔ مگر ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ پایا جناب الٰہی سے پایا۔ اور جو کچھ اُن کو ملا اُسی چشمۂ فضل و عطا سے ملا۔ پس دوسروں کے دل حمد الٰہی کے لئے ایسے جوش میں نہ آسکے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا دل جوش میں آیا کیونکہ اُن کے ہر ایک کام کا خدا ہی متولّی تھا۔ پس اسی وجہ سے کوئی نبی یا رسول پہلے نبیوں اور رسولوں میں سے احمد کے نام سے موسوم نہیں ہوا کیونکہ اُن میں سے کسی نے خدا کی توحید اور ثناء ایسی نہیں کی جیسا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم

سے۔ اور اُن کی نعمتوں میں انسان کے ہاتھ کی مونی تھی۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرح اُن کو تمام علوم بے واسطہ نہیں دیئے گئے۔ اور اُن کے تمام امور کا بلاواسطہ خدا متولّی نہیں ہوا اور نہ تمام امور میں بے واسطہ اُن کی تائید کی گئی۔ پس کامل طور پر بجز آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کوئی مہدی نہیں اور نہ کامل طور پر بجز آنجناب کے کوئی احمدؐ ہے اور یہ وہ بھید ہے جسکو محض ابدال کے دل سمجھتے ہیں اور کوئی دوسرا سمجھ نہیں سکتا۔ اور پھر جبکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعریفیں اس وجہ سے تھیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو اختیار کر لیا تھا اور ہواء نفس سے الگ ہو کر خدا کی طرف متوجّہ ہو گئے تھے۔ اور اخلاص اور صدق اور توحید سے اسکی طرف دوڑے تھے سو خدا نے وہ تعریفیں بطور انعام کے اُن کی طرف واپس کر دیں۔ اور تمام یگانہ صدیقوں سے اُس کی یہی عادت ہے کہ وہ حامد کو محمود بنا دیتا ہے۔ پس ہمارا نبی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم زمین و آسمان میں تعریف کیا گیا۔ اور اس قصّے میں پرستاروں کے لئے یاد رکھنے کی بات ہے۔ اور خدا کے ثنا خوانوں کو اس میں بشارت ہے کیونکہ خدا تعریف کرنے والے کی تعریف کو اسی کی طرف ردّ کر دیتا ہے اور اُس کو قابل تعریف ٹھہرا دیتا ہے۔ پس وہ دنیا میں تعریف کیا جاتا ہے اور اس کی قبولیت زمین پر پھیلائی جاتی ہے۔ پس ہر ایک جو نیک طینت ہے اس کی تعریف کرتا ہے اور یہی عبودیت کی حقیقت کا کمال اور پاک نفسوں کا انجام کار ہے۔ اور اس مقام کو کوئی شخص بجز صاحب معرفت کے نہیں پہچانتا اور یہی نوع انسان کی غایت اور عبادتوں کا کمال مطلوب ہے۔ یہی وہ امر ہے جو اولیاء کی اُمیدوں کا منتہا اور طالبوں کے سلوک کے ختم ہونے کی جگہ ہے۔ اور اسی کے ساتھ عنایت الٰہی برگزیدوں کے نفسوں کو مکمل کرتی ہے اور یہی شریعت کے بوجھوں کا مغز اور مجاہدات دینی کا نتیجہ ہے اور یہ اُن

امور کا بھید ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف لائے پس اُس نبی پر سلام اور برکتیں اور درود اور تحیت ہوں۔ اسی امر مذکور کے لئے مجاہدہ کرنے والے کوشش کرتے ہیں اور نیز وہ جو خدا کی طرف منقطع ہوتے اور اس کی محبت کے خیموں میں رہتے ہیں اور اسی کے ساتھ زندہ اور اسی کے لئے مرتے ہیں اور اس پر توکل کرتے اور دل کی سچائی سے اُس کی اطاعت اختیار کرتے ہیں اور رواں آنسوؤں کے ساتھ اُس کے حکم کی پیروی کرتے اور اُس کی رضامندی کی راہوں میں فنا ہوتے ہیں۔ اور اُس کے غموں میں گداز ہوتے اور اُس کے اُنس کے ساتھ بقا پاتے ہیں۔ اور اس کے لئے رات کو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے اور اس کی بندگی کرتے ہیں اور قیام اور سجود میں رات کاٹتے ہیں۔ اور غفلت نہیں کرتے اور بے آرامی ان کو پکڑتی ہے پس اپنے دوست کو یاد کر کے روتے ہیں اور آنکھوں سے آنسوں جاری ہوتے ہیں اور رات کے وقتوں میں فریاد کرتے اور آہیں مارتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ کس طرف کھینچے جاتے اور پھیرے جاتے ہیں۔ اُن پر مصیبتیں پڑتی ہیں اور وہ برداشت کرتے ہیں۔ آگ میں داخل کئے جاتے ہیں پس کہا جاتا ہے کہ سلام پس بچا لئے جاتے ہیں۔ وہی سچے ثنا خوان اور خدا کے مقرّب اور ہمراز ہیں۔ اور ان کو خوشخبری ہو اور ان کے ہم صحبتوں کو کیونکہ وہ شفاعت کرنے والے اور شفاعت قبول کئے گئے ہیں۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے جو بجز درگاہ کے پیاروں کے اور کسی کو نہیں ملتا۔ اور اسی کے بیان کے لئے اسلام آیا ہے تا کہ نقصان کے گڑھے سے لوگوں کو نکالے اور تقدّس کے احاطے میں پہنچا دے اور سعادت کے مقام تک رہبری کرے اور غافلوں کو اس دہمکی سے کوفتہ کرے کہ قطع تعلق کی کار دیں

تیار ہیں۔ اور تجھے کیا خبر ہے کہ حمد کہنے کس کو ہیں اور کیوں اُس کا بلند پایہ ہے۔ اور اس کی عظمت سمجھنے کے لئے تجھے یہ کافی ہے کہ خدا نے قرآن شریف کی تعلیم کو حمد سے ہی شروع کیا ہے تا لوگوں کو حمد کے مقام کی بلندی سمجھا دے جو کسی دل میں سے بجز گدازش اور محویت کے جوش نہیں مار سکتی۔ اور اسی وقت متحقق ہوتی ہے جبکہ مارِ نفس امارہ کچلا جائے اور نفسانی چولہ اُتار لیا جائے۔ اور یہ حمد کسی زبان پر جاری نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ پہلے دل میں محبت کی آگ بھڑکے۔ بلکہ یہ وجود پذیر ہی نہیں ہو سکتی جب تک کہ غیر کا نام و نشان بکلّی زائل نہ ہو جائے اور پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایک شخص آتش محبت معبود حقیقی میں جل نہ جائے۔ اور جو شخص اس آگ میں اپنے تئیں ڈال دے پس وہی اپنے دردمند دل اور اس سِرّ سے جو خدا میں محو ہے خدا کی تعریف کرے گا۔ اور وہ وہی شخص ہے جس کو آسمان میں احمد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور قریب کیا جاتا ہے اور عزت کے گھر اور قصارۃ الدار میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور وہ عظمت اور جلال کا گھر ہے جو بطور استعارہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے اُس کو اپنی ذات کے لئے بنایا۔ پھر اس گھر کو بطور مستعار اسکو دے دیتا ہے جو اُس کی ذات کا ثنا خوان ہو۔ پس یہ شخص زمین اور آسمان میں خدا تعالےٰ کے حکم کے ساتھ تعریف کیا جاتا ہے اور آسمانوں اور زمین میں محمّد کے نام سے پکارا جاتا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ بہت تعریف کیا گیا اور یہ دونوں اسم ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ابتداء دنیا سے وضع کئے گئے ہیں پھر بعد اس کے اس شخص کو بطور مستعار دیئے جاتے ہیں جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے بطور اظلال و آثار ہو اور جس شخص کو ان دونوں ناموں سے ایک چنگاری دی گئی تو اس کا دل کئی قسم کے نوروں سے روشن کیا گیا۔ اور رسول مختار کے لب مبارک پر جاری ہوا تھا کہ خدا

تعالےٰ آخری زمانہ میں ایک اپنے بندے میں یہ دونوں صفتیں جمع کر دیگا جیسا کہ حدیثوں میں وارد ہے پس اے دانشمندو! ان حدیثوں کو پڑھو اور سوچو۔

اب غرض یہ ہے کہ احمدیت اور محمدیت ایک ایسا امر جامع ہے کہ تمام موحد اُس کی طرف بلائے گئے ہیں اور کسی نفس میں کامل طور پر توحید پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ یہ دونوں پہلو اس میں متحقق نہ ہوں اور کوئی نفس مطمئن نہیں ہو سکتا اور کسی دل پر سکینت نازل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اس دریا میں تیرنے والا نہ ہو۔ اور کوئی شخص نفس امارہ کی مکاریوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہو اور جو لوگ اس مرتبہ سے دُور رہے اور کوئی حصہ اس میں سے نہ لیا ان کو اس دنیا اور قیامت میں ذلّت پہنچے گی۔ وہ وہی ہیں جو سیلاب کے خس و خاشاک کی طرح زمین پر چلتے ہیں۔ اور ایسے بدرو ہیں کہ گویا ایک ٹکڑا رات کا اُن کے منہ پر ہے۔ وہ پردوں میں پیدا ہوتے ہیں اور پردوں ہی میں جیتے ہیں اور پردوں میں مرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دل خدا تعالےٰ کی طرف سے کنارہ کرتے رہے اور دوسروں کی تعریفوں میں انہوں نے اپنی عمریں ضائع کیں۔ پس ہم جو اسلام کا گروہ ہیں ہمیں خوشخبری ہو کہ ہمیں احمدیت اور محمدیت کی صفت والا نبی ملا اور اس کا نام خدا تعالےٰ کی طرف سے احمدؐ اور محمدؐ ہوا تاکہ اُس کے دونوں نام اُمت کے لئے ایک تبلیغ ہو اور اس مقام کے لئے یہ ایک یاددہانی ہو۔ وہ مقام جو فنا اور غیر اللہ سے منقطع ہونے اور معدوم ہونے کا مقام ہے تاکہ اُمت ان صفتوں میں رغبت کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں ناموں کی پیروی کرے اور پیروی کے لئے قرآن شریف میں بلایا گیا ہے جبکہ رسُول کی زبان سے کہا گیا کہ آؤ میری پیروی کرو تا خدا تم سے پیار کرے۔ پس یہ سُن کر یہ انعام ملیگا

ہماری روحیں جنبش میں آئیں۔ اور ہمارے دل شوق سے بھر گئے۔ اور ان کی شکلیں یوں ہوگئیں جیسا کہ شراب سے بھرے ہوئے کوزے ہوتے ہیں۔ اور اس رسول کی کیا ہی بلند شان ہے جس کا نام بھی وصیت سے خالی نہیں بلکہ خداجوئی کے طریقہ کی اس سے تعلیم ملتی ہے۔ اور معرفت کی راہوں کی طرف وہ ہدایت کرتا ہے اور اس میں اس نقطہ کی طرف اشارہ ہے جس پر اہلِ معرفت کے سلوک ختم ہوتے ہیں اور نیز خداشناسی کے آخری مقام کی طرف اشارہ ہے۔ پس اے خدا اس نبی پر سلام اور درود بھیج۔ اور اس کے آل پر جو مطہّر اور طیّب ہیں اور اس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں اور دین کے ستارے ہیں خدا کی خوشنودی ان سب کے شاملِ حال ہے۔

اس کے بعد واضح ہو کہ یہ ایک رسالہ ہے جس میں بیان اُس متاع کا ہے جو بطور تجارتی مال کے میرے ربّ سے مجھ کو ملی ہے اور بیان اس چشمہ کا ہے جو سراب کی چمک کے زمانہ میں میرے پروردگار کے اذن سے میرے دل میں سے پھوٹا اور میں نے اسکو جمعرات کے دن شروع کر کے جمعہ کی صبح پورا کر دیا بغیر اسکے جو مجھ کو کوئی تکلیف پہنچی۔ اور مَیں نے اس رسالہ کو حجّت کے پوری کرنے کے لئے تالیف کیا ہے۔ اور اس اُمت کے غافلوں کی ہمدردی کیلئے میں نے جلدی سے یہ کام کیا۔ اور میں خادموں کی طرح اس کام کیلئے اسلامی جماعت کے کمزوروں کے لئے کھڑا ہوا۔ کیونکہ میری دعوت کے قبول کرنے میں ان کے زن و مرد کی بھلائی ہے اگرچہ اپنی عبادت اور زہد کے ساتھ رابعہ وقت ہوں اور یہ اُن تحریروں کا بدل ہے جو ان دنوں میں مخالفوں کی طرف سے نکلیں۔ اور اس میں مَیں نے عمدہ عمدہ ملّتِ اسلامی کے نکتے اور باریک باتیں درج کی ہیں۔ اور یہ رسالہ مخالفوں کے لئے ایک فریادرس ہے جس کو مَیں نے

جوشِ محبت سے دو زبانوں میں لکھا ہے۔ اور میرے بعض دوستوں نے فارسی انگریزی زبان کو ان پر زیادہ کیا اور وہ نہ سست ہوئے اور نہ اس کام سے معافی چاہی بلکہ میری آرزو کے پورا کرنے کے لئے دوڑے اور یہ سب کچھ میرے خدا کے فضل سے ہے اس کے ارادے کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اور اس کی مشیت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کے فضل کو کوئی منع کرنے والا نہیں اس کی تلوار کو کوئی پیچھے ہٹانے والا نہیں اور اگر وہ اس اُمت کا صدی کے سر پہ تدارک نہ کرتا اور قحط کے دنوں کی اپنی رحمت اور مہربانی سے تلافی نہ فرماتا تو اسلام کے تمام نور ڈوب چکے تھے اور دینی بارشوں کے ستارے دُور چلے گئے تھے سو اگر تم مُومن ہو تو اس محسن آقا کا شکر کرو۔

اور یہ میرا رسالہ میری قوم سے خاص ہے جنہوں نے میری دعوت سے انکار کیا اور یہ کہا کہ یہ ایک کذاب کا جھوٹ ہے اور میری بات کو دُروغ سمجھا اور گمان کیا کہ یہ ایک بہتان ہے اور بدظنی سے میری ہتک عزت کی پس میرے غم اور اندوہ نے جو کمال تک پہنچا ہوا ہے نصیحت اور غمخواری کی طرف مجھے تحریک کی اور خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی نیتوں کو جانتا اور ان کے پوشیدہ بھیدوں پر اطلاع رکھتا ہے اور وہ تمام دنیا کے حالات سے آگاہ ہے۔ اور مَیں اس رسالہ میں اس بات کی طرف کچھ حاجت نہیں پاتا کہ مذہب اسلام کی حقیقت کے دلائل لکھوں یا کچھ فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کروں۔ کیونکہ اسلام وہ دین بزرگ اور رسیدھا ہے جو عجائب نشانوں سے بھرا ہوا ہے اور ہمارا نبی وہ نبی کریم ہے جو ایسی خوشبو سے معطر کیا گیا ہے۔ جو تمام مستعد طبیعتوں تک پہنچنے والی اور اپنی برکات کے ساتھ اُن

پر احاطہ کرنے والی ہے۔ وہ نبی خدا کے نور سے بنایا گیا اور ہمارے پاس گمراہیوں کے پھیلنے کے وقت آیا اور اپنا خوبصورت چہرہ ہم پر ظاہر کیا اور ہمیں فیض پہنچانے کے لئے اپنی خوشبو کو پھیلایا اور اس نے باطل پر دھاوا کیا اور اپنے تاراج سے اس کو غارت کر دیا اور اپنی سچائی میں اجلی بدیہیات کی طرح نمودار ہوا۔ اس نے اس قوم کو ہدایت فرمائی جو خدا کے وصال کی اُمید نہیں رکھتے تھے اور مُردوں کی طرح تھے جن میں ایمان اور نیک عملی اور معرفت کی رُوح نہ تھی اور نومیدی کی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ان کو ہدایت کی اور مہذب بنایا اور معرفت کے اعلےٰ درجوں تک پہنچایا۔ اور اس سے پہلے وہ شرک کرتے اور پتھروں کو پُوجا کرتے تھے۔ اور خدائے واحد اور قیامت پر اُن کو ایمان نہ تھا اور وہ بُتوں پر گرے ہوئے تھے۔ اور خدا تعالےٰ کی قدرتوں کو بُتوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مینہ کا برسانا اور پھلوں کا نکالنا اور بچّوں کا رِحموں میں پیدا کرنا اور ہر ایک امر جو موت اور زندگی کے متعلق تھا تمام یہ امور بُتوں کی طرف منسوب کر رکھے تھے۔ اور ہر ایک اُن میں سے اعتقاد رکھتا تھا کہ اس کا ایک بڑا بھارا مددگار بُت ہی ہے جس کی وہ پُوجا کرتا اور وہی بُت مصیبتوں کے وقت اس کی مدد کرتا ہے اور عملوں کے وقت اس کو جزا دیتا ہے اور ہر ایک اُن میں سے اُن ہی پتھروں کی طرف دوڑتا تھا اور ان ہی کے آگے فریاد کرتا تھا اور اسی طرح انہوں نے روشنی کو چھوڑا رات کو اپنا قیامگاہ بنایا اور اندھیرے سے پیار کر کے رات میں داخل ہوئے۔ اور بُتوں کے ساتھ وہ لوگ ایسے خوش ہوتے تھے جیسا کہ کوئی ایک مراد پاکر خوش ہوتا ہے یا جیسا کہ وہ شخص خوش ہوتا ہے جس کے قابو میں آسانی سے جنگلی شکار چڑھ جاتا ہے اور بغیر تیر مارنے

کے پکڑا جاتا ہے اور ان کے دل میں یہ ذہن نشین تھا کہ اُن کے بُت تمام مرادیں اُنکی دے سکتے ہیں اور وہ لوگ خیال کرتے تھے کہ خدا تعالےٰ ان تکالیف سے کہ کسی کو مراد دیوے اور کسی کو پکڑے پاک اور منزّہ ہے اور اس نے یہ تمام قوتیں اور قدرتیں جو عالم ارواح اور اجسام کے متعلق ہیں ان کے بُتوں کو دے رکھی ہیں اور عزّت بخشی کے ساتھ الوہیّت کی چادر ان کو پہنادی ہے اور خدا عرش پر آرام کر رہا ہے۔ اور ان بکھیڑوں سے الگ ہے۔ اور ان کے بُت اُن کی شفاعت کرتے اور دردوں سے نجات دیتے ہیں۔ اور خدا کا قرب اُن کے ذریعہ سے میسر آتا ہے اور سرگردان لوگوں کو اُن کے مقاصد تک پہنچاتے ہیں اور باوجود ان عقیدوں کے پھر بدکاریاں کرتے تھے اور انکے ساتھ فخر کرتے تھے اور زنا کرتے اور چوریاں کرتے اور یتیموں کا ناحق مال کھاتے اور ظلم کرتے اور خون کرتے اور لوگوں کو لوٹتے اور بچّوں کو قتل کرتے اور ذرہ نہ ڈرتے اور کوئی گناہ نہ تھا جو انہوں نے نہ کیا اور کوئی جھوٹا معبود نہ تھا جس کی پُوجا نہ کی۔ انسانیت کے ادبوں کو ضائع کیا اور انسانی خلقوں سے دُور جا پڑے اور وحشی جانوروں کی طرح ہو گئے یہاں تک کہ بیٹوں اور بھائیوں کے گوشت کھائے اور ہر ایک مردار کو بتمام ترحرص کھایا اور خون کو یُوں پیا جیسا کہ دُودھ پیا جاتا ہے اور بدکاریوں اور خدا تعالےٰ کی نافرمانیوں میں حد سے گذر گئے اور جنگلی حیوانوں کی طرح جو کچھ چاہا کیا اور ہمیشہ اُن کے شاعر دریدہ دہنی سے عورتوں کی بے عزّتی کرتے اور ان کے اُمرا کا شغل قماربازی اور شراب اور بدی تھی۔ اور جب بخل کرتے تھے تو بھائیوں اور یتیموں اور غریبوں کا حق تلف کر دیتے تھے اور جب مالوں کو خرچ کرتے تھے تو عیّاشی اور فضول خرچی اور زناکاری اور نفسانی ہوا اور ہوس کے

پُوری کرنے میں خرچ کرتے اور نفس پرستی کو انتہا تک پہنچاتے تھے اور وہ لوگ اپنی اولاد کو درویشی اور تنگدستی کے خوف سے قتل کر دیا کرتے تھے۔ اور بیٹیوں کو اس عار سے قتل کرتے تھے کہ تا شرکا میں سے اُن کا کوئی داماد نہ ہو اور اسی طرح انہوں نے اپنے اندر اخلاقِ ردّیہ اور رذیل خصلتیں جمع کر رکھی تھیں یہاں تک کہ اُن میں ایک جماعت بد اصلوں اور ولد الحراموں کی ہو گئی تھی اور عورتیں زانیہ آشناؤں سے تعلّق رکھنے والیں اور مرد زانی پیدا ہو گئے تھے۔ اور جو لوگ ان کی راہ کے مخالف ہوتے تھے وہ نصیحت دینے کے وقت اپنی عزت اور جان اور گھر کی نسبت خوف کرتے تھے۔ غرض عرب کے لوگ ایک ایسی قوم تھی جن کو کبھی واعظوں کے وعظ سننے کا اتفاق نہ ہوا اور نہیں جانتے تھے کہ پرہیزگاری اور پرہیزگاروں کی خصلتیں کیا چیز ہیں۔ اور اُن میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جو کلام میں صادق اور فیصلہ مقدمات میں منصف ہو۔ پس اسی زمانہ میں جبکہ وہ لوگ ان حالات اور ان فسادوں میں مبتلا تھے اور ان کا تمام قول اور فعل فساد سے بھرا ہوا تھا خدا تعالےٰ نے مکّہ میں سے اُن کے لئے رسول پیدا کیا اور وہ نہیں جانتے تھے کہ رسالت اور نبوّت کیا چیز ہے اور اس حقیقت کی کچھ بھی خبر نہ تھی پس انکار اور نافرمانی کی اور اپنے کفر اور فسق پر اصرار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے ہر ایک جفا کی برداشت کی۔ اور ایذا پر صبر کیا اور بدی کو نیکی کے ساتھ اور بغض کو محبّت کے ساتھ ٹال دیا اور غمخواروں اور محبّوں کی طرح ان کے پاس آیا اور ایک مدّت تک آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اکیلے اور ردّ شدہ انسان کی طرح مکّہ کی گلیوں میں پھرتے رہے اور قوتِ نبوّت سے ہر ایک عذاب کا مقابلہ کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی یہ عادت تھی کہ رات کو اُٹھ

کر خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کرتے اور خدا تعالےٰ سے ان کی بینائی اور فضل اور رحمت چاہتے۔ یہاں تک کہ دعائیں قبول کی گئیں اور اُن کی کستوری کی خوشبو پھیلی اور خوشبوئیں پے در پے پھیلنی شروع ہوئیں اور دلوں کے بدلنے والے کا حکم نازل ہوا اور اس ذات سے اُن کو قوت عطا ہوئی جو محبت کو عطا کرتا اور دانوں کو اُگاتا ہے۔ سو حکم الٰہی سے زمین بدلائی گئی اور آواز دینے والے بابرکت کی طرف دل کھینچے گئے۔ اور ہر ایک رشید اپنے قتل گاہ کی طرف صدق اور وفا سے نکل آیا اور انہوں نے مالوں اور جانوں کے ساتھ خدا تعالےٰ کی رضا جوئی کے لئے کوششیں کیں۔ اور اپنی جانفشانی کی نذروں کو پورا کیا اور اس کے لئے یوں ذبح کئے گئے جیسا کہ قربانی کا بکرا ذبح کیا جاتا ہے۔ اور انہوں نے اپنے خونوں سے گواہی دے دی کہ وہ ایک سچی قوم ہے اور اپنے اعمال سے ثابت کر دیا کہ وہ لوگ خدا کی راہ میں مخلص ہیں اور زمانہ کفر میں وہ لوگ تاریکی کے زندان میں قید تھے سو اسلام کے قبول کرنے نے اُن کو منور کر دیا اور ان کی بدیوں کو نیکی کے ساتھ اور ان کی شرارتوں کو بھلائی کے ساتھ بدل دیا اور ان کی شراب شب انگاہی کو رات کی نماز اور رات کے تضرعات کے ساتھ بدل ڈالا اور ان کی بامدادی شراب کو صبح کی نماز اور تسبیح اور استغفار کے ساتھ مبدل کر دیا اور انہوں نے یقین کامل کے بعد اپنے مالوں اور جانوں کو خدا تعالےٰ کی راہوں میں بخوشی خاطر خرچ کیا اور جب انہوں نے حق کو دیکھ لیا پس اپنی کوششوں کو ایمان کے چقماق میں سے آگ نکالنے میں کمال تک پہنچایا۔ اور اپنی جانوں کو اس لئے کہ تا یقین کی تلوار کی جوہر کو خوب غور اور تامل کے ساتھ دیکھیں آزمائش میں ڈالا پس یہی وہ امر ہے جس نے ان کو بہادر کر دیا اور ان کی کاردوں کو تیز کیا پھر اُنکے

ذکر کو بلند کیا اور ان کا انجام بخیر کیا۔ اور یہ وہی جوانمردی ہے جس نے لوگوں کے دلوں میں اُن کی فطرت کو محبوب بنایا اور اس کستوری کی خوشبو کی طرح جو پہنچ جائے اُن کی باطنی حقیقتوں کو دکھلایا اور یہی سبب اُن کے دل کی دلیری اور زبان کی روانگی اور ایمان کی قوت اور بلندی معرفت کا ہے اور اسی لئے انہوں نے اپنی جانوں کو محبت میں جلایا یہاں تک کہ ان کا کوئلہ راکھ کی طرح ہو گیا اور خدا تعالیٰ کی محبت میں افروختہ ہو گیا اور اس کی راہوں کے لئے خوب تیاری کی اور مصیبتیں ان کے لئے سلامتی اور ٹھنڈک ہو گئیں اور گرمی اور آگ کی تیزی کو انہوں نے بھلا دیا۔ اور جو شخص اس بات کو غور کی نظر سے دیکھے کہ انہوں نے اپنی پہلی چراگاہوں کو کیونکر چھوڑ دیا اور کیونکر وہ ہوا و ہوس کے جنگل کو کاٹ کر اپنے مولیٰ کو جا ملے تو ایسا شخص یقین سے جان لیگا کہ وہ تمام قوتِ قدسیہ محمدیہ کا اثر تھا۔ وہ رسول جس کو خدا نے برگزیدہ کیا اور عنایات ازلیہ کے ساتھ اس کی طرف توجہ کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کو سوچ کہ صحابہ زمین کے نیچے سے لئے گئے اور آسمان کی بلندی تک پہنچائے گئے اور درجہ بدرجہ برگزیدگی کے مقام تک منتقل کئے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو چارپایوں کے مانند پایا کہ وہ توحید اور پرہیزگاری میں سے کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اور نیکی بدی میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو انسانیت کے آداب سکھلائے اور تمدن اور بود وباش کی راہوں پر مفصل مطلع کیا اور اُن کے لئے پاکیزگی کے طریقوں اور دانتوں کو صاف کرنا اور مسواک کرنا اور خلال بعد طعام چاشت و طعام شب کرنا اور یوں کرکے جلدی سے نہ اُٹھنا بلکہ بقیہ قطرات کو نکالنا تا کپڑا ناپاک نہ ہو اور تمام صفائی سے اِستنجا

کرنا اور معاشرت اور تمدّن اور کھانے پینے اور لباس اور علاج اور پرہیز اور اصول رعایت صحت اور اسباب وبا سے پرہیز کے قوانین ظاہر فرمائے اور تمام صورتوں میں اعتدال کی وصیت فرمائی۔ پھر جب جسمانی آداب سے خو پذیر ہو گئے تو جسمانی پاکیوں سے منتقل کر کے اخلاقِ فاضلہ رُوحانیہ اور خصالِ ایمانیہ کی طرف کھینچا تا اُنکے ذریعہ سے رُوحانی پاکیزگی حاصل ہو۔ پھر جب دیکھا کہ وہ لوگ نیک خصلتوں میں پختہ ہو گئے اور اچھے خلقوں کے صادر کرنے کا ان کو ملکہ ہو گیا پس اُن کو قرب اور وصال کے سرادق کی طرف بلایا اور معارفِ الٰہیہ ان کو سکھلائے۔ اور حضرت عزّت اور جلال کی طرف ان کی باگیں پھیریں تا وہ قرب کے سبزہ گاہوں سے محبّت کا سبزہ چُگیں۔ اور خدا تعالےٰ کے نزدیک اُن کو مقامِ قُرب اور صدقِ حال میسّر آوے۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدایت تین قسم پر منقسم تھی پہلی یہ کہ وحشیوں کو انسان بنایا جائے اور انسانی آداب اور حواس ان کو عطا کئے جائیں اور دوسری یہ کہ انسانیت سے ترقی دیکر اخلاقِ کاملہ کے درجے تک اُن کو پہنچایا جائے۔ اور تیسری یہ کہ اخلاق کے مقام سے ان کو اُٹھا کر محبّت الٰہی کے مرتبہ تک پہنچایا جائے اور یہ کہ قُرب اور رضا اور معیت اور فنا اور محویّت کے مقام اُن کو عطا ہوں یعنی وہ مقام جس میں وجود اور اختیار کا نشان باقی نہیں رہتا اور خدا اکیلا باقی رہ جاتا ہے جیسا کہ وہ اس عالم کے فنا کے بعد اپنی ذات قہار کے ساتھ باقی رہے گا۔ پس یہ سالکوں کے لئے کیا مرد اور کیا عورت آخری مقام ہے اور ریاضتوں کے تمام مرکب اسی پر جا کر ٹھہر جاتے۔ اور اسی میں اولیاء کے ولایتوں کے سلوک ختم ہوتے ہیں۔ اور وہ استقامت جس کا ذکر سورۃ فاتحہ کی دُعا میں ہے اس

سے مرادیہی مرتبہ سلوک ہے۔ اور نفس امّارہ کی جسقدر ہوا و ہوس بھڑکتی ہے۔ وہ اسی مقام میں خدائے ذوالجبروت والعزّت کے حکم سے گداز ہوتی ہے۔ پس تمام شہر فتح ہو جاتا ہے اور ہوا و ہوس کے عوام کا شور باقی نہیں رہتا اور کہا جاتا ہے کہ آج کس کا ملک ہے اور یہ جواب ہوتا ہے کہ خدائے ذوالمجد والکبریا کا۔ مگر جو مرتبہ اخلاقِ فاضلہ اور نیک خصلتوں کا ہے اس میں غفلت کے وقت دشمنوں سے امن نہیں ہے کیونکہ جن لوگوں کا سلوک اخلاق تک ہی محدود ہوتا ہے ان کے لیئے ابھی ایسے قلعے باقی ہوتے ہیں جن کا فتح کرنا مشکل ہوتا ہے اور ان کی نسبت یہ اندیشہ دامنگیر رہتا ہے کہ نفس امّارہ اپنے بھوک کے بھڑکنے کے وقت حملہ نہ کرے اور جو شخص صرف اخلاق تک ہی اپنا کمال رکھتا ہے اُس کی زندگی کے دن گرد و غبار سے پاک نہیں رہ سکتے اور ایسے لوگ ہوائی تیروں سے امن میں نہیں رہ سکتے۔

پس حاصل کلام یہ ہے کہ یہ جو ہم نے بیان کیا ہے یہ قرآن شریف کی تعلیمیں ہیں اور انہی تعلیموں کے ساتھ انسان کی تکمیلِ علمی اور عملی کا دائرہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے اور یہ تعلیمیں ایسے معارف ہیں کہ پہلی کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی اُن کی متکفل نہیں ہوئی اور نہ کبھی پہلے صحیفوں میں سے کوئی صحیفہ ان پر مشتمل ہوا ہے۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ علمی اور عملی معجزہ ہے اور قرآن کریم کا تمام مخلوق کے لیئے یہ ایک اعجاز ہے اور پہلے نبیوں کے معجزے منقضی اور معدوم ہو گئے مگر یہ قرآنی معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اور یہ جو ہم نے کہا کہ قرآن علمی اور عملی معجزہ ہے سو یہ ایک بیہودہ اور بے اصل بات نہیں ہے بلکہ ہمارے پاس اس پر دلائلِ قاطعہ اور براہین شافیہ اور تسکین بخش ہیں پس تو جان کہ قرآن شریف کا علمی معجزہ بدیہیات

کی طرح ثابت ہے اور اس پر کسی قسم کے شبہات کے غبار نہیں کیونکہ وہ ایک ایسا کلام ہے جو ضروری تعلیموں اور ضروری وصایا اور معارف اور دلائل کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے اور وہ ایک ایسی تعلیم کامل ہے جو تمام انسانی ضرورتوں کو جو خدا تعالےٰ تک پہنچنے کے لئے پیش آتی ہیں پوری کرتی ہے اور جو حق کے ثبوت میں دلائل پیش کرنا چاہیے یا جس طرح باطل کا ردّ لکھنا چاہیے اور یا جس طور اور اندازہ سے معرفت کی باریک باتیں بیان کرنی چاہیے۔ اُن میں سے ایک بات کو بھی اُس نے نہیں چھوڑا اور اس پر زائد یہ امر ہے کہ ان تمام تعلیموں اور احکام اور حدود کو نہایت فصیح اور بلیغ اور شیریں اور پسندیدہ پیرایہ میں بیان فرمایا۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے جو انسان کی قدرت سے بالاتر ہے۔ اور ہمارا یہ قول کہ قرآن جیسا کہ علمی معجزہ ہے ایسا ہی وہ عملی معجزہ بھی ہے۔ سو یہ امر بھی اس کی پہلی شاخ کی طرح ایک بدیہی واقعہ ہے اور انکار اور خصومت کی گنجائش نہیں کیونکہ قرآنی تعلیموں نے اپنی تاثیرات عجیبہ اور تبدیلات غریبہ اور اُن رنگینیوں کو دلوں پر ڈال لینے سے جو خارق عادت ہیں اور ردّی اور مستحکم ملکوں کے دور کرنے سے عقلمندوں کو حیران کر دیا ہے۔ اور ٹیڑھی اور سخت طبیعتوں کے دیوار کے اوپر سے کودا ہے اور جو سخت دلوں کے گھر تھے۔ اُن کے اندر داخل ہو گیا ہے۔ اور اُن لوگوں تک پہنچا ہے جو بباعث سفلی طبیعتوں کے عمیق اور ناقابل گذر خندقوں کے پرے رہتے تھے اور خدا نے اس کے ساتھ سخت کو نرم اور دور کو نزدیک کر دیا اور سینوں کو قبض سے انشراح کی طرف اور تنگی سے فراخی کی طرف پھیر دیا اور حجاب کو دُور کیا اور حق کو دکھلا دیا۔ یہاں تک کہ مومنوں کو الہامات صریحہ اور مکاشفات صادقہ اور صحیحہ تک پہنچا دیا اور دائمی کرامتوں کا دانہ اُن کے سینوں کی ہموار زمین میں

بو دیا اسی وجہ سے ہم لوگ کرامتوں کے طلب کے وقت پہلے زمانہ کی طرف نہیں بھاگتے بلکہ ہم اپنے مقام پر استوار رہتے ہیں اور منکر کو خدا کے تازہ بتازہ نشان دکھلاتے ہیں اور ہمارے مخالفوں کے ہاتھ میں بجز قصوں کے اور کچھ نہیں اور صرف قصوں کے ساتھ کبھی کوئی دین ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اُن نوروں سے ثابت ہوتا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتے۔ اور نہ کبھی پرانے ہوتے ہیں۔ بعد اس کے جان کہ یہ وہ معجزہ ہے جس کی دونوں شاخیں عظیم الشان ہیں اور جس کی خوشبو پھیل رہی ہے اور اس کی تصدیق پر طوائف مخلوقات جمع ہیں جیسا کہ حج خانہ کعبہ پر جمع ہوتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جلیل الشان حکیموں میں اس بات کی طرف توجہ کرے کہ کسی سفیہ نادان کی طبیعت کی کجی کو دُور کر دے۔ یا کسی فاسق بدکاری کے عادی کو اس کی اس بدخصلت سے چھڑا دے۔ پس ایسا کرنا اُس حکیم پر مشکل ہو جائے گا اور اس فاسق کے خیالات کو بدلا دینا اس کے لئے غیر ممکن ہو گا۔ اب دیکھو کہ اُس مرد کی کیسی بلند شان ہے جس نے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں انسانوں کی اصلاح کی اور فساد سے صلاحیت کی طرف ان کو منتقل کیا یہاں تک کہ اُن کا کفر پاش پاش ہو گیا اور صدق اور راستی کے تمام اجزا بہیئت اجتماعی اُن کے وجود میں جمع ہو گئے اور اُن کے دلوں میں پرہیزگاری کے نور چمک اُٹھے اور ان کے پیشانی کے نقشوں میں محبت مولیٰ کے بھید ایک چمکیلی صورت میں نمودار ہو گئے اور اُن کی ہمتیں دینی خدمات کے لئے بلند ہو گئیں اور وہ دعوت اسلام کے لئے ممالک شرقیہ اور غربیہ تک پہنچے اور ملت محمدیہ کی اشاعت کے لئے بلاد جنوبیہ اور شمالیہ کی طرف انہوں نے سفر کیا اور ان کی عقلیں علوم الٰہیہ میں منوّر ہوئیں اور اُن کے قوی فکریہ اسرار ربّانیہ کے سمجھنے کے لئے باریک ہو گئیں اور نیک

باتیں بالطبع اُن کو پیاری لگنے لگیں اور بد باتوں اور گناہوں سے بالطبع ان کو نفرت پیدا ہوئی اور رُشد اور سعادت کے خیموں میں وہ اُتارے گئے بعد اس کے جو بتوں پرستش کے لئے سرنگوں تھے۔ اور انہوں نے اپنی کوششوں اور تگ و دَو میں کوئی دقیقہ اسلام کے لئے اُٹھا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ دین کو فارس اور چین اور روم اور شام تک پہنچا دیا اور جہاں جہاں کفر نے اپنا بازو پھیلا رکھا تھا اور شرک نے اپنی تلوار کھینچ رکھی تھی وہیں پہنچے۔ انہوں نے موت کے سامنے سے منہ نہ پھیرا اور ایک بالشت بھی پیچھے نہ ہٹے۔ اگرچہ کاردوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ وہ لوگ جنگ کے وقتوں میں اپنی قدمگاہوں پر استوار اور قائم رہتے تھے۔ اور خدا کے لئے موت کی طرف دوڑتے تھے۔ وہ ایک قوم ہے جنہوں نے کبھی جنگ کے میدانوں سے تخلّف نہ کیا۔ اور زمین کی انتہائی آبادی تک زمین پر قدم مارتے ہوئے پہنچے۔ ان کی عقلیں آزمائی گئیں اور ملک داری کی لیاقتیں جانچی گئیں سو وہ ہر ایک امر میں فائق نکلے اور علم اور عمل میں سبقت کرنے والے ثابت ہوئے۔ اور یہ معجزہ ہمارے رسول خاتم النّبیّین صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہے۔ اور حقیقت اسلام پر ایک صریح دلیل ہے۔ اور اگر تمہیں شک ہے تو مجھے ان کی مانند حضرت موسیٰ کے اصحاب میں سے یا حضرت عیسےٰؑ کے حواریوں میں سے یا کسی اور نبی کے صحابہ میں سے ایک انسان بھی دکھلاؤ اور ان کی خبریں تم سُن چکے ہو اور جو کچھ اُن کے بارے میں ان کے نبیوں نے کہا تمہیں معلوم ہے۔ اور ان نبیوں کی زبانوں پر خلافِ واقعہ باتیں جاری نہیں ہو سکتی تھیں اور نہ وہ جھوٹے تھے کیونکہ وہ رُوح القدس کے بُلانے سے بولے تھے اور غضبناک انسانوں کی طرح ان کا کلام نہ تھا۔

اور منجملہ دلائل نبوّت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک یہ ہے کہ وہ عین ضرورت کے وقت میں آئے اور اس دُنیا سے کوُچ نہ کیا جب تک کہ دین کے امر کو کمال تک نہ پہنچا دیا اور اگر دوسرے معجزات کا حال پُوچھو تو بخدا کہ وہ اسقدر ہیں کہ ہم گن نہیں سکتے۔ اور اسلامی کتابیں ان میں سے بہت سے معجزات سے بھری پڑی ہیں اور قوم میں مشہور اور متواتر ہیں۔ پھر یہ بھی بات ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات جیسا کہ اوّل زمانہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ ایسا ہی وہ اس زمانہ میں بھی ظاہر ہو رہی ہیں۔ اور یہ امر ایک ایسا ثابت ہے کہ جس میں کوئی رخنہ نہیں اور نہ اس کی صحت میں کچھ نقص ہے اور بخدا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت اجلیٰ بدیہیّات ہے اور کسی زمانہ میں نشانوں کے نور اس سے علیحدہ نہیں ہوتے اور اُن سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا بجز اُس شخص کے کہ جس نے بدی کی گود میں پرورش پائی ہو اور نہایت خبیث کیفیّت کے نشو و نما میں بڑھا ہو اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ایسا دین لائے کہ اگر ہم تمام براہین اور دلائل اس سے الگ کر دیں اور اس کی نفسِ تعلیم کو غور کی نظر سے دیکھیں تو اسکی سادہ اور روشن صورت میں سچّائی کو چمکتے ہوئے دیکھیں گے بجز اس حاجت کے کہ دلائل اور براہین کا اُس کو لباس پہنا دیں اور بخدا لوگوں کو اسلام کے قبول کرنے سے کسی چیز نے بجز اس کے منع نہیں کیا کہ ان کے اندر ایک چھپی ہوئی بیماری تکبّر اور تعصّب اور بخل اور قومی حُبّ اور عناد کی تھی اور ہے جس کو وہ چھپاتے ہیں۔ اور خدا کی اِن نعمتوں سے وہ محض اسلیئے دُور ڈالے گئے کہ وہ حد سے زیادہ گناہوں کے مرتکب ہو چکے تھے جنہوں نے اُن کے سینوں کو تنگ کر دیا اور اُن کی قبروں کو اندھیرے سے بھر دیا سو وہ دیکھنے سے محروم رہ گئے۔ یہ تھوڑے سے

دلائل اسلام کا ہم نے ذکر کیا ہے اور اب ہم اصل مقصود کی طرف رجوع کرتے ہیں
اے بھائیو! میں اپنا کچھ قصّہ آپ کے پاس بیان کرتا ہوں۔ اور وہ جو خدا تعالیٰ کے فضل میں سے میرے حصّے میں لکھا گیا اور میری دعوت میں داخل کیا گیا کسی قدر اس کو لکھتا ہوں کیونکہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ وہ دعوت تم تک پہنچاؤں اور قرض کی طرح اس کو ادا کروں۔ سو واضح ہو کہ میں خاندانِ عزّت اور ریاست سے ایک آدمی ہوں اور میرے بزرگ امیر اور صاحب ملک تھے اور مجھے خبر دی گئی کہ وہ سمرقند سے اس ملک میں آئے تھے۔ اور وقت کے بادشاہ نے ان کو حکومت اور امارت کی خدمت سپرد کی تھی۔ اور فوج اور تلوار اُن کو دی گئی تھی۔ پس جبکہ اس مُلک پر سکھّوں کا زور اور تسلّط ہوا اور فساد انگیزی میں انہوں نے حد سے تجاوز کیا تو اس وقت یہ اتّفاق ہوا کہ سکھّوں نے ہمارا ملک اور تمام املاک چھین لیں۔ اور ہمیں قید کر دیا۔ پھر ہم محض اُن کے ظلم کی وجہ سے اپنے دارالرّیاست سے نکالے گئے اور وہ دن سردی کے دن تھے اور سخت سردی پڑتی تھی۔ پس ہمارے بزرگ رات کے وقت سردی سے کانپتے ہوئے اپنے دارالرّیاست سے نکلے اور مارے غم کے ایسے تھے جیسا کہ کوئی گھٹنوں پر گرا جاتا ہے۔ تب انہوں نے ایک اور ریاست میں ایک عارضی رہائش اختیار کی اور اس ریاست نے کسی قدر نیک سلوک اُن کے ساتھ کیا اور بغیر کسی سوال کے اُن کی ہمدردی کی اور اُنکی تنگدستی کے کچھ نشان دیکھ کر اُن پر رحم کیا اگرچہ اُن کا سلوک بہت کم اور ایک ناکافی سلوک تھا۔ پھر جب زمانہ دولت برطانیہ کا آیا اور شیطانی غارتوں کا وقت گذر گیا تو ہم اُس سلطنت کے ذریعہ سے امن میں آ گئے اور ہمارے بزرگوں نے پھر اپنے وطن کی طرف معہ رفیقانِ سفر کے مراجعت کی اور خدا تعالےٰ کا شکر کرتے تھے۔ اور

بعض دیہات ہمارے اور بعض مال ہمارے ہمیں واپس دیئے گئے۔ اور ہمارا بخت برگردیدہ پھر ہماری طرف آیا اور دو خوشیاں باغوں کے پھولوں کی طرح ہمارے وجود میں پھوٹ نکلیں۔ ایک امن کی خوشی اور دوسرے دینی آزادی کی خوشی اور مجھے اپنے معظم اور مکرم بزرگوں کی ریاست سے کچھ حصّہ نہیں ملا اور میں اپنے باپ کی موت کے بعد محروموں کی طرح ہوگیا اور میرے پر ایک ایسا زمانہ گذرا ہے کہ بجز چند گاؤں کے لوگوں کے اور کوئی مجھکو نہیں جانتا تھا۔ یا کچھ اردگرد کے دیہات کے لوگ تھے کہ روشناس تھے اور میری یہ حالت تھی کہ اگر میں کبھی سفر سے اپنے گاؤں میں آتا تو کوئی مجھے نہ پوچھتا کہ تو کہاں سے آیا۔ اور اگر میں کسی مکان میں اُترتا تو کوئی سوال نہ کرتا کہ تو کہاں اُترا ہے اور میں اس گمنامی اور اس حال کو بہت اچھا جانتا تھا۔ اور شہرت اور عزت اور اقبال سے پرہیز کرتا تھا۔ اور میری طبیعت کچھ ایسی واقعہ تھی کہ میں پوشیدہ رہنے کو بہت چاہتا تھا۔ اور میں ملنے والوں سے تنگ آجاتا تھا۔ اور کوفتہ خاطر ہوتا تھا یہاں تک میرا باپ مجھ سے نومید ہوگیا۔ اور سمجھا کہ یہ ہم میں ایک شب باش مہمان کی طرح ہے۔ جو صرف روٹی کھانے کا شریک ہوتا ہے اور گمان کیا کہ یہ شخص خلوۃ کا عادی ہے اور لوگوں سے وسیع گھر کے ساتھ میل جول رکھنے والا نہیں سو وہ ہمیشہ مجھے اس عادت پر غضب سے اور تیز کاردوں سے ملامت کرتا اور مجھے دن رات اور ظاہر اور در پردہ دنیا کی ترقی کے لئے نصیحت کیا کرتا تھا اور دنیا کی آرائشوں کی طرف رغبت دیتا تھا اور میرا دل خدا کی طرف کھنچا جا رہا ہے اور ایسا ہی میرا بھائی مجھے پیش آیا اور وہ ان باتوں میں میرے باپ سے مشابہ تھا۔ پس خدا نے ان دونوں کو وفات دی اور زیادہ دیر تک زندہ نہ رکھا۔ اور اُس نے مجھے کہا کہ ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا تا

تجھ میں خصومت کرنے والے باقی نہ رہیں۔ اور ان کا الحاح تجھ کو ضرر نہ کرے پھر میرے ربّ نے مجھے عزت اور برگزیدگی کے گھر کی طرف کھینچا اور مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ مجھے مسیح موعود بنا دے گا۔ اور اپنے عہد مجھ میں پورے کرے گا۔ اور میں اس بات کو دوست رکھتا تھا کہ گمنامی کے گوشہ میں چھوڑا جاؤں اور میری تمام لذت پوشیدہ اور گم رہنے میں تھی۔ میں دنیا اور دین کی شہرت کو نہیں چاہتا تھا اور میں ہمیشہ اپنی کوشش کی اونٹنی اسی طرف چلاتا گیا کہ میں فانیوں کی طرح پوشیدہ رہوں۔ پس خدا کے حکم نے میرے پر غلبہ کیا اور میرے مرتبہ کو بلند کیا اور مجھے دعوت مخلوق کے لئے حکم کیا اور جو چاہا کیا اور وہ احکم الحاکمین ہے۔

ہمارا ایک دوست ہے اور ہم اس کی محبت سے پُر ہیں۔ اور مراتب اور منازل سے ہمیں بے رغبتی اور نفرت ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اور اس کے طالبوں کی زمین قحط زدہ ہوگئی۔ یعنی جلدی تباہ ہوجائے گی اور ہماری محبت کی زمین کبھی قحط زدہ نہیں ہوگی لوگ دنیا کی نعمت پر جھکتے ہیں۔ مگر ہم اس منہ کی طرف جھک گئے ہیں۔ جو خوشی پہنچانے والا اور طرب انگیز ہے۔ ہم اپنے پیارے کے دامن سے آویختہ ہیں ایسے کہ جو صاف اور شفاف نہیں ہوسکتا وہ بھی ہمارے لئے متوّر ہو گیا۔ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ انہوں نے گالیاں دیں اور میں نہیں جانتا کیوں دیں کیا ہم اس دوست کی مخالفت کریں یا اس سے کنارہ کریں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔ اگرچہ شیر یا بھیڑیا مجھے ٹکڑے ٹکڑے کردیں لوگوں کی ریاستیں اُن کے مرنے کے ساتھ جاتی رہیں اور ہمارے لئے دوستی کی وہ ریاست ہے جو قابلِ زوال نہیں۔

اور اسی طرح مَیں لوگوں سے منقطع ہو چکا تھا۔ اور دنیوی صلح اور جنگ سے فارغ ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف جُھک گیا تھا۔ اور مَیں ابھی نوجوان تھا کہ اس بات کو جانتا تھا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے ایک امرِ عظیم کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور میری طبیعت ترقی اور قربِ ربّ العالمین کو چاہتی تھی۔ اور میری طبیعت کا سونا خاک کی جڑ میں چمک رہا تھا بغیر اس کے کہ وہ کھود کر نکالا جائے۔ اور ظاہر کیا جائے۔ اور میرا باپ میرے معاملہ میں ہمیشہ غمگین رہتا تھا۔ اور میری آہستگی کی خصلت اور دنیا کے کاموں میں شوخ اور چالاک نہ ہونا اس کو فکر اور غم میں رکھتا۔ اور وہ اس کوشش میں تھا کہ تا ہم اقبال کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیں اور اپنے بزرگوں کی طرح دولت اور امیری کو پالیں۔ حاصل کلام یہ کہ میرے باپ کا ارادہ تھا کہ ہم دنیا کے اعلےٰ سے اعلےٰ مراتب پر پہنچ جاویں۔ لیکن خدا نے میرے لئے ایک اور رتبہ کا ارادہ کر رکھا تھا پس جو خدا نے چاہا وہی ہوا۔ اور اس نے مجھے سخت سیاہ رات میں جس کے سیاہ اور لمبے بال تھے نور عطا فرمایا۔ اور میرے دل کو اُمتوں اور قوموں کے روشن کرنے کے لئے روشن کیا اور میرے پر احسان کیا اور مجھے مسیح موعود بنایا جیسا کہ قدیم سے اس کا وعدہ تھا۔ پھر طرح طرح کے مددوں کے ساتھ میری تائید کی اور اپنے نشان دکھلائے اور میرے لئے آسمان پر کسوف خسوف ظاہر کیا۔ تا کہ دعوے کی راہ چمکے اور کہانیوں کی راہوں کی طرح نہ ہو۔ اور جب مَیں نے اپنے مسیح موعود ہونے کی لوگوں کو خبر کی تو یہ بات اس مُلک کے لوگوں پر بہت شاق گذری اور مجھے انہوں نے کافر ٹھہرایا اور میری تکذیب کی اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کرتے اگر حکّام کا خوف نہ ہوتا۔ اور وہ یہ حجت پیش کرتے تھے کہ مسیح آسمان سے اُترے گا جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے

اور اس پر اکابر فضلاء کا اتفاق ہے۔ اور وہ اسی پر اِصرار کرتے تھے۔ ہم نے ان کو سنایا مگر انہوں نے نہ سُنا اور ہم نے سمجھایا مگر انہوں نے نہ سمجھا۔ پس ہم نے ارادہ کیا کہ اس دعوت کو دوسری قوموں تک پہنچادیں اور ان کو پہلوں پر گواہ بنادیں اور منکروں پر دوبارہ حجت قائم کردیں۔ اور خدا سے ہم مدد چاہتے ہیں اور وہی بہتر آقا اور وہی بہتر مددگار ہے۔ اے زمین سُن جو میں کہتا ہوں اور اے آسمان ۸
گواہ رہ یہ ایک خط ہے جو خواص لوگوں اور قوموں کے برگزیدوں کی طرف لکھا گیا ہے۔ اور یہ خدا کے بندے احمد کی طرف سے ہے جس کے لئے ملامت کے تیروں پر پیکان رکھے گئے۔ اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ بُرا کہنے کے لئے جلدی نہ کی جائے اور میری لکڑی آزمانے سے پہلے پھینک نہ دی جائے۔ بلکہ میری بات کو آہستگی سے سُنا جائے۔ پھر اس بات کی پیروی کی جائے کہ جو خدا تعالےٰ دلوں میں ڈالے۔ اور مَیں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ وہ امر دِلوں میں ڈالے جو نہایت سیدھا اور بہتر ہے اور وہی اچھا ہادی اور اچھا آقا ہے۔

اے بھائیو! مَیں اللہ جلّ شانہٗ سے الہام دیا گیا ہوں اور عُلُوم ولایت سے مجھے علم عطا ہوا ہے۔ پھر میں صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا تا اس اُمت کے دین کی تجدید کروں اور ایک حَکَم بن کر اُن کے اختلافات کو درمیان سے اُٹھاؤں۔ اور صلیب کو آسمانی نشانوں کے ساتھ توڑ دوں اور قوّتِ الٰہی سے زمین میں تبدیلی پیدا کروں اور اللہ تعالیٰ نے الہام صریح اور وحی صحیح سے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا۔ اور مَیں فریبیوں میں سے نہیں اور نہ میں ایسا ہوں کہ میری زبان پر جھوٹ جاری ہوتا اور مَیں لوگوں کو بدی میں ڈالتا اور جھوٹوں کے انجام کو آپ لوگ جانتے ہیں۔

بلکہ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام ہے اور باوجود اس کے مَیں نے اپنے نفس پر یہ تنگی کر رکھی تھی کہ مَیں کسی الہام کی پیروی نہ کروں مگر بعد اس کے کہ بار بار خدا تعالےٰ کی طرف سے اسکا اعلام ہو۔ اور قرآن اور حدیث سے بکلی موافق ہو اور پوری پوری مطابقت ہو۔ پھر اس کارروائی کے لئے ایک یہ شرط بھی میری طرف سے تھی کہ مَیں الہام کے بارے میں اس کے کناروں تک نظر ڈالوں اور بغیر مشاہدہ خوارق کے قبول نہ کروں۔ پس بخدا کہ مَیں نے اپنے الہام میں ان تمام شرطوں کو پایا اور میں نے اس کو سچائی کا باغ دیکھا۔ نہ اُس خشک گھاس کی طرح جس میں سانپ ہو۔ پھر یہ الہام اس وقت مجھے ملا جبکہ میرے جگر کے ٹکڑے ..... خدا تعالےٰ کے شوق میں اُڑے اور عشّاق الٰہی کی موت میرے پر آئی۔ اور کئی قسم کے جلا تیسے مَیں جلایا گیا اور کئی قسم کے خوفوں سے میں کوٹا گیا۔ اور اہل و عیال سے میرا دل کاٹا گیا یہانتک کہ خدا تعالےٰ کا فعل پورا ہو گیا اور میرا راستہ کھولا گیا۔ اور میرے چاند کا نور مجھ میں بھر اگیا۔ پس اس سے مجھے دو حصے ملے۔ الہام کا نور اور عقل کا نور۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے اور کوئی اُس کے فضل کو ردّ نہیں کر سکتا۔

پھر میرے الہام غیب کی پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور غیب اللہ جلّ شانہٗ کی ذات سے خاص ہے اور ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر اُس شخص کو پورا غلبہ بخشے جو فاسد الخیال اور دُنیا کا چاہنے والا ہے۔ کیا خدا ایسے آدمی کو دوست پکڑ سکتا ہے جس نے ہلاکت کی دام محض فریب کی راہ سے بچھائی۔ اور لوگوں کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ کی اور دین اسلام کو دشمنوں کی طرح ضرر پہنچایا۔ اور نور صدق سے اُس کے مطلع کو روشن نہ کیا اور اس کی غمخواری میں نہ کبھی صبح کی اور نہ شام اور اسکی

اصلاح کے لئے کچھ تگ و دو نہ کی بلکہ اپنے جھوٹ کے ساتھ ذہنوں کا زنگ بڑھایا اور اپنے افتراء کی باتوں کے ساتھ اُمت میں فتنہ کی گرد و غبار پیدا کر دی۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالےٰ مفتریوں کو رُسوا کرتا اور اُن کی جڑ کاٹ کر اُن کے ساتھ اُن کو ملا دیتا ہے جو اُن سے پہلے لعنت کئے گئے ہیں۔

اور پھر یہ بات یاد رکھو کہ ایک مدّت سے مجھے الہام ہو رہا تھا جس کو مَیں نے لوگوں سے ایک عرصہ تک چھپایا اور اپنے تئیں ظاہر نہ کیا پھر میں ظاہر کرنے کے لئے مامور ہوا تب میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور تمہیں حدیثیں پہنچ چکی ہیں اور تم سُن چُکے ہو کہ مسیح موعود اور مہدی معہود صلیب کے غلبہ کے وقت ظاہر ہو گا۔ اور صلیبی خرابیوں اور گمراہیوں کی تلافی کرے گا اور مستعد لوگوں کو ہدایت دے گا۔ اور جن کو اُن کے نفسانی تنگ اور سرکشی قبول کرنے سے روکے گی وہ اتمام حجت کے حربہ سے مقتول کی طرح ہو جائیں گے اور مسیح کے بارہ میں نزول کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا تاکہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ مسیح نہ زرہ اور نہ ہتھیاروں کے ساتھ ظاہر نہیں ہو گا۔ اور نہ کوئی لڑائی اس کو پیش نہیں آئے گی۔ بلکہ اُس کی بادشاہت آسمان میں ہو گی اور اس کا حربہ اس کی دُعا ہو گی سو آپ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ دین صلیبی اُونچا ہو گیا اور پادریوں نے ہمارے دین کی نسبت کوئی دقیقہ طعن کا اُٹھا نہیں رکھا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو گالیاں دیں اور بُہتان لگائے اور دشمنی کی اور تم دیکھتے ہو کہ وہ اپنے عقیدے میں کیسے سخت ہو گئے ہیں۔ اور کیسے تعصّب سے افروختہ ہیں اور اپنی باطل باتوں پر کیسے اتفاق کئے بیٹھے ہیں اور تھوڑی مدّت سے ایک لاکھ کتاب انہوں نے ایسی تالیف کی ہے جس میں ہمارے دین اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت بجز گالیوں اور بہتان اور تہمت کے اور کچھ نہیں۔ اور ایسی پلیدی سے وہ تمام کتابیں پُر ہیں کہ ہم ایک نظر بھی اُنکو دیکھ نہیں سکتے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اُن کے فریب ایک سخت آندھی کی طرح چل رہے ہیں۔ اور اُن کے دل حیا سے خالی ہیں اور تم مشاہدہ کرتے ہو کہ اُن کا وجود تمام مسلمانوں پر ایک موت کھڑی ہے اور کمینہ طبع آدمی خس و خاشاک کی طرح اُن کی طرف کھینچے جا رہے ہیں۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ سلطنت برطانیہ کی طرف سے اُن کو مدد ملتی ہے یا یہ سلطنت مال کے ساتھ اُن کی غمخواری کرتی ہے بلکہ دولت برطانیہ نے اپنی تمام رعیّت کو آزادی میں برابر رکھا ہے اور کوئی دقیقہ انصاف کا اُٹھا نہیں رکھا اور ہر ایک فرقہ امور مذہب میں اپنی انتہائی مراد کو پہنچ گیا ہے اور سکھّوں کے ایّام کی طرح کوئی تنگی نہیں۔ اور ہم اس وقت سے کہ اس کا دامن پکڑا آرام میں ہیں۔ اور اس کے لئے اور اس کے ارکان کے لئے دُعا کرتے ہیں مگر پادری لوگ اس دولت سے کوئی خاص امداد نہیں پاتے اور ان کی مالی جمعیت کا سبب یہ ہے کہ قوم کے چندہ میں سے بہت سا روپیہ ان کے پاس جمع ہے۔ اور ہر ایک وعدہ ایفا ہو کر نقدی ان کے پاس اکٹھی ہوتی جاتی ہے۔ اور لوگوں کی امداد سے ہمیشہ بے شمار روپیہ ان کے پاس آتا رہتا ہے۔ پس ہر شخص جو اُن کے دین میں داخل ہوتا ہے اس کے لئے وظیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور اُس کا تفرقہ اور پراگندگی دُور کی جاتی ہے اور پادریوں کے مال نے ان کی بات کو قوی کر دیا ہے۔ اور اُن کی حیلہ سازی اس سے بڑھ گئی ہے شکار کرنے اور قید کرنے کے تمام ہتھیار اُن کو مل گئے ہیں اور چھوٹی بڑی فلاخنیں تمام استعمال میں لا رہے ہیں اور ہر ایک شہر کی طرف ایک جماعت نو عیسائیوں کی بھیجی گئی ہے اور انہوں نے ہر ایک شہر میں اپنے گرجے بنائے اور مقیموں کی طرح وہاں رہنے لگے اور سیلاب

کی طرح مسلمانوں کے کوچوں میں بہنے لگے۔ اور طرح طرح کے افتراؤں سے اس شہر کے باشندوں کو دھوکہ دینے لگے پھر اپنی عورتیں اسی غرض کے لئے شریفوں کے گھروں میں بھیجیں۔ پس حاصل کلام یہ کہ انہوں نے ہر ایک طور سے مکر کا بیج بویا اور ٹڈی کی طرح ان اطراف میں منتشر ہو گئے۔ اور ہر ایک کو جو ہدایت کے نشانوں کو زندہ کرتا تھا دشمن پکڑا اور ہمارے ملک کو بلا اور موت کی جگہ بنا دیا۔ اور ان کے مذہب باطل نے ہمارے مُلک کی نیکیوں کو دُور کر دیا اور کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں یہ مذہب باطل داخل نہ ہو اور اس ملک کے باشندے جو اکثر عوام میں ہیں مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور نہ گریز کے لئے کوئی حیلہ ملا۔ پس اسلام پر وہ مصیبتیں پڑیں جن کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ہے۔ پس وہ اس شہر کی طرح ہو گیا جو مسمار ہو جائے اور اُس جنگل کی طرح جو وحشیوں سے بھر جائے اور اب ہمارا ملک وہ مُلک ہے جسکے باشندے جڑ سے اُکھاڑے گئے اور ان کی تمام جمعیت متفرق ہو گئی۔ اب جس نے رونا ہو اس مُلک پر رو دے۔ اور مجھے اسلام کے پہلے آثار پر بہت غم ہوا کہ وہ کیونکر دُور ہو گئے اور نیز دِلوں پر بھی افسوس ہوا کہ وہ کیسے بدل گئے اور لوگوں نے سیدھی راہ کو چھوڑ دیا اور وادیوں اور ٹیڑھی راہوں اور دشوار گذار اور تنگ طریقوں کی طرف جُھک گئے۔ کئی ایسے آدمی تھے کہ جو اسلام میں بڑی سختی سے اوقات بسری کرتے تھے اور غموں میں عُمر کاٹتے تھے۔ پھر عیسائی مذہب میں انہوں نے ایک چراگاہ دیکھا۔ اور عیسائیوں کو اپنی دنیوی لالچوں کا محل پایا۔ سو بھُوک کی تکالیف نے اُن کو اس بات کی طرف مُضطر کیا کہ وہ عیسائیوں میں جا ملیں۔ لہٰذا انہوں نے اسلام کو ترک کر کے سختی کی وجہ سے اور نیز عیاشی اور شراب نوشی کے

شوق سے عیسائیت کو اختیار کیا اور پھر باوجود ان حاجتوں کے وہ لوگ سفیہ اور جاہل تھے۔ اور نہ علم اور عقل سے کچھ حصّہ تھا۔ اور نہ پرہیزگاری اور عفت سے کچھ بہرہ۔ اسی لئے انہوں نے نفسِ امّارہ کی خواہشوں کو اختیار کیا اور ان کی بدبختی نے ہلاکت اور گمراہی کی طرف اُن کا منہ پھیر دیا۔ اسی طرح بہت سے بزرگوں اور سادات اور شریفوں کی اولاد عیسائیوں کی طرف جھک گئی اور گمراہی کے پیالے پیئے۔ کیونکہ انہوں نے عیسائی مذہب کو دیکھا کہ عیسائی ہونے والوں پر اباحت کے دروازے کھولے ہوئے ہیں اور حُرمت اور عدم حلّت کی تنگیوں سے اُن کو باہر نکال دیا ہے۔ پھر پادری لوگ انکی ابتدائی زمانہ میں مال اور دولت سے اُن کی مدد کرتے ہیں اور کسی معصیّت پر کچھ زجر اور توبیخ نہیں کرتے اور کسی بڑے گناہ پر کچھ بہت ملامت نہیں کرتے۔ کیونکہ نو عیسائی پاک کرنے والے کفّارہ کے سایہ کے نیچے آجاتے ہیں۔ اسی طرح نو عیسائیوں کی جرأت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ اُن میں سے اکثر کی اباحت عادت ہوجاتی ہے اور اس کی بدبُو کو خوشبو اور پاک خیال کرتے ہیں اور اسلام سے سخت بیزار ہوجاتے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں بعد اس کے جو کسی وقت مسلمان تھے اور تھوڑے ایسے بھی ہیں جو شرم رکھتے ہیں اور اسی طرح کرتے رہتے ہیں تاکہ پادریوں کو راضی کریں اور اُن سے پیسہ اکٹھا کریں اور مالدار ہوجائیں۔ سو انکو پادریوں کے روپیہ سے تازگی حاصل ہوجاتی ہے اور اُن کے پھولوں سے وہ تازہ حال رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی خوشحالی اور آسودگی میں ایسے ہوجاتے ہیں کہ گویا وہ ایک باغ ہیں مزیّن اور آراستہ جس کے پھول گوناگون اور رنگارنگ ہیں اور اسی طرح اُن کے پادری ان خصلتوں اور بدگوئی اور بدزبانی اور کج بحثی اور بیہودگی کی وجہ

سے ان سے پیار کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ دلی خلوص سے اُن کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ پس ہر ایک جگہ جو وہ وارد ہوں اور ہر ایک فرودگاہ میں جو وہ اُتریں اُن پر اعتماد کرتے ہیں اور ان لوگوں کی ظاہری صفائی اور نیک بختوں کا سا منہ بنایا ہوا پادریوں کو اس دہوکہ میں ڈالتا ہے کہ وہ اپنے ہم نوالہ وہم پیالہ ہونے اور ہمراز ہونے کے لئے ان لوگوں کو پسند کر لیتے ہیں اور احسان اور مروّت کے ساتھ پیش آتے ہیں پس یہ لوگ دولتمندی کی چادریں ناز سے کھینچنے لگتے ہیں اور اپنے چہروں کو جو فراخی کی حالت میں ہوتے ہیں زینت دیتے ہیں۔ پھر اُن دوستوں کو ملتے ہیں جو شانہ کے دندانوں کی طرح ان سے بدی میں برابر اور ہمخیال تھے اور طرح طرح کے فقر و فاقہ کی سختی میں پڑے ہوئے تھے اور اُن سے اپنے قصّے بیان کرتے ہیں کہ وہ کیسی تنگی اور تکلیف سے فراخی میں آگئے اور اُن کے پاس پادریوں کے نیک سلوک کا ذکر کرتے ہیں اور وہ سب کچھ بیان کرتے ہیں جو اُن کے دائمی وظیفے ہوئے اور جو کچھ انہوں نے مال سے جیب پُر کئے۔ اسی طرح اُن کو ہمیشہ رغبت دیتے رہتے ہیں اور مالوں اور طرح طرح کے وسائلِ شہوات کی طرف اُن کو ترغیب دیتے ہیں۔ یہانتک کہ اُن پر بھی نصرانیّت کی خواہش غالب آجاتی ہے اور طمع کی ہوا ان کے دلوں کے نور کو اُڑا کر لے جاتی ہے۔ پس مُرتد ہونا دل میں ٹھان لیتے ہیں اور دل کو اس پر بوجہ خباثت مواد پختہ کر لیتے ہیں پھر یہ کہتے ہوئے مُرتد ہو جاتے ہیں کہ وہ سچائی کے متلاشی تھے۔ اور اسی بدمذہبی کی گرم بازاری کا اصل سبب یہ ہے کہ اکثر لوگ اس زمانہ میں دنیا کی طرف جُھک گئے ہیں اور خدا تعالےٰ کا خوف کم ہو گیا اور دل میں اس کی محبت باقی نہ رہی۔ پس جبکہ ان لوگوں نے دنیا کی زینت کو پادریوں کے ہاتھ میں دیکھا تو اپنے

دلوں کی رغبت سے اُن کی طرف مائل ہو گئے۔ سو اسی لئے ہزار ہا لوگ اُن کی تاریکی میں داخل ہو رہے ہیں اور چراغ روشن کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ سو اِن آفتوں کے وقت میں صرف مباحثہ جو خوارق سے خالی ہو کچھ فائدہ نہیں دیتا کیونکہ ایسے لوگوں کا اصل مقصود دنیا ہے اور نیتوں میں فساد بھرا ہوا ہے۔ اور اس وقت ایمان کے تازہ کرنے کے لئے نشانوں کی حاجت ہے اور بہت مدّت تک عالموں نے اُن کو جگایا۔ پس وہ بے تکلّف سوئے رہے اور وعظ کرنے والوں نے اُن کو اپنی طرف کھینچا پس وہ پیچھے ہٹ گئے اور ان کو نہ براہینِ عقلیہ نے نفع دیا اور نہ نصوصِ نقلیہ نے اور تجاوز اور تعصّب میں بڑھ گئے اور عدل اور انصاف کو چھوڑ دیا۔ اور اس میں بھید یہ ہے کہ دل اندھے ہو گئے اور عقلیں مکدّر ہو گئیں اور نفسوں نے جوش مارا اور دنیا کی خواہشیں غالب آگئیں اور پردے بڑھ گئے سو وہ دیکھکر پھر نہیں دیکھتے اور سنتے ہیں اور پھر بھلا دیتے ہیں۔ پس اس بیماری کا بجز اس کے اور کوئی علاج نہیں کہ آسمان سے نور نازل ہو اور پے در پے نشان ظاہر ہوں کیونکہ ایمان ضعیف ہو گیا اور شیطانی وسوسے بڑھ گئے ہیں اور نومیدی تک نوبت پہنچ گئی ہے اور اکثر دلوں پر دنیا کی محبّت غالب آگئی ہے اور جہاں دنیا کو یاد ہیں پس اسی طرف دوڑتے ہیں اور ایمان اور ملّت سی کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ پس اس جگہ ایک مصیبت نہیں ہے بلکہ دو مصیبتیں ہیں ایک مصیبت عیسائی ہونے کی اور دوسری مصیبت ضعفِ ایمان کی اور میں اکثر مسلمانوں کو دیکھتا ہوں کہ گویا ایمان اُن کے دل میں سے نکالا گیا ہے اور گناہوں کی آگ نے اُن کے نیک عمل کو جلا دیا ہے اور یہی مُرتد ہونے کا سبب ہے کیونکہ خدا نے ان کو مُفسد پایا اور شکاری کی طرح مکّار دیکھا اس لئے انہیں اُن لوگوں کی طرف پھینک دیا جو فساد کو دوست رکھتے

ہیں۔ اور مرتدوں کے زیادہ ہونے کا یہی بھید ہے اور اُن لوگوں کی کثرت کا یہی سبب ہے جو صلیب پر جُھکتے اور خدا سے بھاگتے ہیں۔ ان کو نہ کسی واعظ کا وعظ نفع دیتا ہے اور نہ کسی ناصح کی نصیحت کارگر ہوتی ہے اور وہ باز آنے والے نہیں تھے۔ جب تک کہ اُن کے پاس کھُلا کھُلا نشان نہ آوے اور جب تک کہ روشن خوارق ظاہر نہ ہوں پس خدا تعالیٰ نے ایک انسان کو مسیح کے نام پر ملّت اسلام میں بھیجا تا اُس اُمّت کی بزرگی ظاہر ہو اور یہ بھیجنا اس وقت ہوا کہ جب فساد کمال کو پہنچ گیا اور لوگ کثرت سے مُرتد ہونے لگے۔ اور ذیاب نے تباہی ڈالی اور کلاب نے آوازیں بلند کیں اور بہت سی کتابیں گالیوں سے بھری ہوئی تالیف کی گئیں۔ اور جھُوٹ کی فوجوں اور ان کے سواروں اور پیادوں نے اسلام پر چڑھائی کی اور زمین پر ایک زلزلہ آیا اور گمراہی کمال کو پہنچ گئی اور ظالموں کی کارروائی لمبی ہوگئی اور خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ مسیح موعود[۱] کے ساتھ صلیب کو توڑے گا اور اپنے عہدوں کو پُورا کرے گا اور خدا تعالیٰ تخلّف وعدہ نہیں کرتا اور جو کچھ چاہتا ہے ظہور میں لاتا ہے۔ پس یہ وعدہ کا مقتضا تھا کہ وہ کسرِ صلیب کے لئے اپنے مسیح کو بھیجے اور کریم جب وعدہ

---

[۱] خدا تعالیٰ کی عادت یوں جاری ہوئی ہے کہ وہ بوقت کسی فساد کے تجدید دین کے لئے از سرِ نو توجہ فرماتا ہے۔ پس اسی لئے اس نے میرے پر تجلّی کی تا کہ اجساد میں رُوح پھُونکے اور مجھے مسیح اور مہدی بنایا۔ اور تمام سامان رُشد کا مجھے عطا فرمایا۔ اور مجھے وصیّت کی کہ میں نرم زبانی اختیار کروں۔ اور سختی اور افروختہ ہونے کو چھوڑ دُوں۔ مگر کسرِ صلیب کا لفظ جو حدیثوں میں آیا ہے وہ بطور مجاز کے استعمال کیا گیا

(باقی بر صفحہ ۳۳)

کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔ کیونکہ نقضِ عہد جھوٹوں کی خصلتوں میں سے ہے۔ سو یہ امر اصدق الصادقین سے کیونکر صادر ہو سکے۔ اور وہ قدوس آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اس کی طرف جھوٹ اور تخلّف وعدہ مخلوق کی طرح منسوب نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی شان دروغگو لوگوں کی صفات سے منزّہ ہے۔ اس کے وعدہ کو دیکھ پھر دیکھ کہ صلیبی دعوت کس کمال تک پہنچ گئی ہے اور اس کے زوال کی اُمید قطع ہو چکی ہے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اس کے خیمے رسّوں کے ذریعہ کیسے مضبوط ہو گئے ہیں۔

بقیہ حاشیہ: ہے اور اس سے مراد کوئی جنگ یا دینی لڑائی اور درحقیقت صلیب کا توڑنا نہیں ہے، اور جس شخص نے ایسا خیال کیا اس نے خطا کی ہے بلکہ اس لفظ سے مُراد عیسائی مذہب پر حجت پوری کرنا ہے اور دلائل واضح کے ساتھ صلیب کی شان کو توڑنا ہے۔ اور ہمیں حکم ہے کہ ہم نرمی اور حلم کے ساتھ حجت کو پوری کریں۔ اور بدی کے عوض میں بدی نہ کریں۔ مگر اُس صورت میں جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے اور اہانت کرنے اور فحش گوئی میں حد سے بڑھ جائے۔ پس ہم عیسائیوں کو گالی نہیں دیتے اور دشنام اور فحش گوئی اور ہتک عزّت سے پیش نہیں آتے۔ اور ہم صرف اُن لوگوں کی طرف توجہ کرتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بصراحت یا اشارات سے گالیاں دیتے ہیں۔ اور ہم اُن پادری صاحبوں کی عزّت کرتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیتے۔ اور ایسے دلوں کو جو اس پلیدی سے پاک ہیں ہم قابلِ تعظیم سمجھتے ہیں اور تعظیم وتکریم کیساتھ ان کا نام لیتے ہیں اور ہمارے کسی بیان میں کوئی ایسا حرف اور نقطہ نہیں ہے جو اُن بزرگوں کی کسرِ شان کرتا ہو اور صرف ہم گالی دینے والوں کی گالی انکے منہ کیطرف واپس کرتے ہیں۔ تا انکے افترا کی پاداشں ہو۔ منہ

اور ان کا ملیا رتبہ اقبال کا نہایت پختہ ہو گیا ہے۔ اور اُن کے دین میں ایک فوج کثیر مسلمانوں کی داخل ہو چکی ہے۔ اور ہمارا ملک مُرتدوں سے بھر گیا ہے۔ اور اس سے زیادہ مومنوں پر اور کونسی جان کاہ سختی ہو گی اور انہوں نے اسلام کی تکذیب کی اور نصیحت نے کچھ بھی فائدہ نہ دیا۔ اور نہ باز آئے۔ اور ہم یہ اُمیّد رکھتے تھے کہ عیسائیوں کو اپنے گروہ میں شامل کر لیں گے اور اب ہمارا ہی راس المال چھینا گیا اور ہمارے گمراہ کرنے کے پیچھے پڑے ہیں۔ اور انہوں نے بیٹوں کو باپوں سے اور دوستوں کو دوستوں سے اور ماؤں کو بچوّں سے اور بوڑھی عورتوں کو ان کے جگر گوشوں سے جُدا کر دیا ہے۔ اب دیکھو کہ کیا اسلام غریب کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ کسر صلیب[1] کے لئے مدد دیا جائے کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ خدا تعالیٰ کے وعدے پُورے ہوں۔ حالانکہ دین اسلام نصرانیّت کے قدموں کے نیچے کچلا گیا ہے۔ اور ذرّہ فکر کرو کہ آیا یہ مصلحت کہ دین کو بچایا جاوے تقاضا نہیں کرتی تھی کہ اس صدی کے سر پر کوئی مجدّد نشانوں اور دلائل کے ساتھ مبعوث کیا جائے تا کہ وہ اس بنیاد کو توڑے کہ جو اہل صلیب نے بنائی اور تمام دینوں پر دین اسلام کو غلبہ دیوے۔ اے بھائیو! اکیلے اکیلے ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور پھر انصاف کے رو سے فکر کرو۔ اور دشمنوں کی طرح مت ہو۔ کیا تمہارا دل یہ فتویٰ دیتا ہے کہ مصیبتیں اس حد تک پہنچیں اور مسلمانوں پر زمین تنگ ہو جائے۔ اور فتنے بکثرت پیدا ہو جائیں یہاں تک کہ ان دلوں پر لرزہ پڑے اور بے قراریاں بڑھ جائیں

---

[1] ہم کسرِ صلیب کے معنے بیان کر چکے ہیں۔ پس چاہیئے کہ پڑھنے والا ان معنوں کی طرف رُجوع کرے اور یاد رکھے کہ جو علماء میں معنے مشہور ہیں وہ غلط ہیں۔ منہ

پھر باوجود اِن تمام آفتوں کے خدا تعالیٰ کی مدد آسمان سے نازل نہ ہو۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا نہ ہو۔ اور صدی کا سر اس بادل کی طرح گذر جائے جس میں پانی نہ ہو۔ اور کسی مجدّد اور امام کا منہ اس میں ظاہر نہ ہو اور خدا تعالیٰ کی غیرت کی دیگ جوش میں نہ آوے۔ باوجودیکہ فتنے ابر کی طرح محیط ہو جائیں۔ کیا یہ وہ بات ہے جس کو ایمانی فراست قبول کر سکتی ہے۔ یا جس پر ربّانی صحیفے گواہی دیتے ہیں۔ کیا یہ فتنہ اور بلا کا وقت نہیں۔ اور خدا کے حکم اور فیصلہ کی گھڑی نہیں۔ اور کیا اسلام کو بری کرنے اور تہمتوں کے دُور کرنے کا زمانہ نہیں۔ یا کیا یہ ایسا رخنہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ارادہ نہیں فرمایا کہ بند کیا جائے۔ یا ایسی تقدیر ہے کہ اس رحمان نے نہیں چاہا کہ رَدّ کی جائے ہرگز نہیں بلکہ اس سے پہلے قوم کو بشارتیں مل چکی ہیں اور بشارتوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ پس یہ نا سمجھی اور غباوت ہے کہ ان بشارتوں کو بھلایا جائے۔ اور نشانوں اور علامتوں کو نہ دیکھا جائے۔ کیا یہ بات سچ نہیں ہے کہ صلیب کا غلبہ اور اس بددین کا پھیلنا ظہور مسیح کی پہلی علامت ہے اور اس پر اہل سنّت نے اقرار صریح کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔ اور کوئی فرد ان میں سے اس حدیث صحیح کا مخالف نہیں ہے۔ اور عقل سلیم اور طبع مستقیم قبول نہیں کر سکتی کہ علامتیں تو اس شوکت اور شان کے ساتھ ظاہر ہوں اور دجل اور فتنہ انگیزی کمال تک پہنچ جائے۔ اور اس پر ایک زمانہ بھی گذر جائے اور مسیح موعود اب تک ظاہر نہ ہو۔ باوجود اس بات کے صدی کے سر پر اُس کا ظاہر ہوتا امور مسلّمہ دین میں سے ہے۔ اور صدی بھی خمس کے قریب گذر گئی اور انتظار مجدّد کا امر یہاں تک پہنچ گیا۔ اور وہ وقت آگیا کہ خدا تعالیٰ ضعیفوں پر رحم کرے۔ اور ان

ا؎ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ مجدّد موجودہ فساد کے اصلاح کے لئے آتا ہے۔ اور اس

کی تنگیوں اور تکالیف کا تدارک کرے۔ اور ان کو قبروں میں سے نکالے۔ اور مسیح کی انتظار کرتے کرتے لوگوں نے بہت رنج اُٹھایا ہے۔ اور حوادث کے نیچے کچلے گئے ہیں۔ اور انتظار کرتے کرتے لوگوں کی آنکھیں پک گئیں۔ اے بزرگو اور عزیزو! خدا تم پر رحم کرے اور اپنے پاس سے تمہیں روشنی عطا فرماوے۔ نظر کرو اور دوبارہ دیکھو اور خوب غور کرو کیا یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ نہیں ہے کہ وہ مسیح موعود کو صلیبی زلزلوں کے وقت میں نازل کرے گا۔ اور پھر وہ مسلمانوں پر رحمت اور مدد کے ساتھ متوجہ ہوگا۔ اور اپنی عطا اُن پر پوری کرے گا اور اپنے قول کی سچائی ظاہر فرماوے گا اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ پادری لوگ کیونکر اپنے مقاصد پر کامیاب ہو گئے ہیں اور زمین کو اپنے ظہور کے ساتھ زیر و زبر کر دیا ہے اور ان کی کارروائی پر بڑی مدت گذر گئی ہے۔ پس اُس سچے خدا کا وعدہ کہاں گیا اور آپ لوگ دیکھتے ہیں کہ ہزارہا مسلمان مرتد ہو کر دین اسلام کو چھوڑ گئے ہیں۔ پس سوچ لو کہ کیا یہ نہایت بڑی مصیبت ہمارے دین محمدی پر نہیں ہے۔ پھر انہوں نے علاوہ بدمذہبی

بقیہ ف: بدی کی بیخکنی کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو پھیلی ہوئی بدیوں میں سے بڑی بدی ہو۔ اور یہ معلوم ہے کہ اس زمانہ میں فسادِ عظیم صلیبی کارروائیوں کا فساد ہے۔ اسی فساد نے بہت سے بیابانی اور شہری لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔ پس یہ امر واجب ہے کہ مجدد اس صدی کا اسکی اصلاح کے لئے آوے۔ اور بموجب منشاء احادیث کے کسرِ صلیب اور قتل خنازیر کرے۔ اور جو شخص کسرِ صلیب کرے وہی مسیح موعود ہے پس اس امر کو اے سعید آدمی سوچ۔ منہ

پھیلانے کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بھی دیں اور ہمارے دین اسلام پر اعتراض کئے اور ہجو کی اور بات کو انتہاء تک پہنچا دیا کیا خدا نے ان کو ہمیں دُکھ دینے کے لئے موقعہ دیا اور ہمیں نہ دیا۔ پس یہ تقسیم تو ٹھیک ٹھیک نہ ہوئی۔ اور اگر آپ لوگ اور مصیبتوں کے منتظر ہیں پس بجز اِنا لِلّٰہ کے اور کیا کہیں۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اسلام بکلّی معدوم ہو جائے اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں نام نشان نہ رہے۔ پھر مسیح موعود ملّتِ اسلام کے فنا ہونیکے بعد اور نظام دین کے خلل پذیر ہونے کے پیچھے ظاہر ہو۔ اور آپ لوگ کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ ایسے زوال کا دن اسلام پر کبھی نہیں آئیگا۔ اور شوکت اور قوت کے علامات کبھی اس سے علیحدہ نہیں ہوں گے اور اسلام اسی حالت پر ہوگا کہ مسیح موعود صدی کے سر پر نازل ہو جائے گا۔ اور وہ حکم وعدل ہو کر آئے گا ......
وہ امت کے اختلاف دُور کرے گا۔ اور سعید لوگوں کو بعد اختلافات کے ایک کلمہ پر جمع کرے گا۔ اور اس مجدّد کے تین نام ہیں جو احادیث صحیحہ میں تصریح مذکور ہیں یعنی حکم اور مہدی اور مسیح۔ اور جیسا کہ روایت کیا گیا ہے حکم کے نام کی یہ وجہ ہے کہ مسیح موعود اُمت کے اختلاف کے وقت میں ظاہر ہوگا۔ اور اُن میں اپنے قولِ فیصل کے ساتھ وہ حکم دے گا جو قریب انصاف ہوگا اور اُس کے زمانہ کے وقت میں کوئی عقیدہ ایسا نہیں ہوگا جس میں کئی قول نہ ہوں۔ پس وہ حق کو اختیار کرے گا۔ اور باطل اور گمراہی کو چھوڑ دیگا اور مہدی کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ وہ علم کو علماء سے نہیں لے گا اور خدا تعالیٰ کے پاس سے ہدایت پائے گا۔ جیسا کہ اللہ

جلشانہٗ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طریق سے ہدایت دی اُسنے محض خدا سے علم اور ہدایت کو پایا۔ اور مسیح[1] کے نام کی وجہ جیساکہ روایت کی گئی ہے یہ ہے کہ وہ دین کی اشاعت کے لئے تلوار اور نیزہ سے کام نہیں لے گا۔ بلکہ تمام مدار اس کا آسمانی برکتوں کے چھونے پر ہوگا۔ اور اس کا حربہ قسم قسم کی تضرع اور دُعا ہوگی۔ پس خداتعالےٰ کا شکر کرو کہ وہ تمہارے زمانہ اور تمہارے مُلک میں موجود ہے۔ اور وہی تو ہے جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہے۔ اور یہ وہ دن ہے جس میں برکات نازل ہو رہے ہیں اور نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور ایمان کا مسافر اپنے وطن کی طرف رُجوع کر رہا ہے۔ اور اس کے معدن سے علم کے

---

[1] مسیح کے لفظ سے مراد احادیث کی رُو سے دو مسیح ہیں ایک مسیح ظالم آخری زمانہ میں آنیوالا ہے ایک مسیح عادل اسی زمانہ میں آنے والا۔ پس وہ شخص جو ردی طریقوں سے کام چلاتا اور زمین کی ہر ایک ناپاکی کو ذلیل حیلوں کے ساتھ چھوتا اور طرح طرح کی تحریف اور مکر اور تلبیس اور فریب سے کام لے گا اور تمام قسم کے دجل اور فسق سے باطل کی تائید کرے گا۔ پس وہ مسیح دجّال ہے اور کام اس کا تزویر اور گمراہ کرنا ہے۔ مگر جو شخص اپنا ہر ایک امر خداتعالےٰ کے سپرد کرے گا اور قطع اسباب کرکے دُعا پر زور ڈالے گا۔ اور اسباب سے مسبب کی طرف دوڑے گا یہاں تک کہ اپنے توکل کیساتھ آسمان کی سطح کو چھو لے گا یہ مسیح صدیق ہے۔ اور اس کا کام حق کی مدد کرنا اور غریق کو بچانا ہے اور مسیح کا لفظ دو چیزوں میں مشترک ہے۔ آسمان کا مسیح اور زمین کا مسیح ۔ منہ

موتی نکل رہے ہیں یہ وہ دن ہے جس سے کفار کے دلوں میں دھڑکہ بیٹھ گیا ہے۔ اور غلبۂ رقت کی وجہ سے ابرار کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ دن غافلوں کے جاگنے کا دن اور رہا گنے والوں کی رقتِ قلب کا دن ہے اور یہ دن قبول اور ردّ کا دن ہے۔ اس میں قبول کرنیوالوں کے منہ کشادہ اور خنداں اور پہچاننے والے ہیں۔ اور ردّ کرنے والوں کے منہ ترش اور بدشکل اور ناشناس ہیں۔ اور جس نے صادق کے پاس آکر اس کی تصدیق کی اس نے نئے سرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور اپنے امرِ متفرق کو جمع کر لیا اور جس نے اعراض اور انکار کر کے صادق کی تکذیب کی وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہو گیا اور کچھ نہ ڈرا۔ یہ میرا قول نہیں بلکہ یہی خدا تعالیٰ نے تاکیداً فرمایا ہے۔ میرے مبعوث ہونے کے ساتھ تمام زاہد اور عابد آزمائے گئے۔ اور مجھے وہی دل جانتے ہیں جو بدلائے گئے اور مستقیم کئے گئے۔ مگر اس ملک کے اکثر علماء کا دل مر گیا۔ اور خدا نے اُن کا نورِ ہدایت اور تدبر کی چھین لی۔ مجھے اکثر کافر کہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کس کو کہہ رہے ہیں اور حق سے منہ پھیرتے ہیں اور قبول نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کے نشان دیکھتے ہیں اور پھر ہدایت نہیں پاتے اور مجھے گالیاں دیتے ہیں اور میری بیخکنی کے لئے کوشش کرتے اور منصوبے بناتے ہیں اور مجھ سے اور میری جماعت سے ٹھٹھا کرتے اور بڑے بڑے نام رکھتے ہیں۔ اور عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ کہاں پھیرے جاتے ہیں۔

پھر اے بزرگوں کے گروہ! آپ لوگوں کو معلوم ہو کہ مجھے کئی سال سے الہام ہو رہا ہے اور میں اسبات کو عام و خاص پر ظاہر کرنے کے لئے حکم کیا گیا ہوں کہ وہ

مسیح صدیق جسکے اُترنے کے لئے اس اُمت کو وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ صلیبی فتنوں
کے شائع ہونے کے وقت اُترے گا وہ یہی بندہ ہے۔ جو صدی کے سر پر مبعوث
کیا گیا اور حکم کیا گیا ہے کہ تا خدا تعالےٰ کی حجت اہل صلیب پر پوری کرے اور دلائلِ
قاطعہ کے ساتھ اُن کے غلو کو توڑے اور تمام کفّار کا قطع عذر کرے اور جو
لوگ بے توشہ ہو رہے ہیں اُن کو متاعِ جدید عطا فرماوے اور خدا کے ڈھونڈنے
والوں کو خوشخبری دے یعنی اُن لوگوں کو جو خدا تعالےٰ کی رضامندی کی راہوں کو
ڈھونڈتے ہیں۔ اور جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اس
نبی پر خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام نیک بندوں کی طرف سے درود ہو
۹ اور میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ یہ وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے۔ اور ہمارے
ربّ کی بات صدق اور سچائی سے پوری ہوگی۔ اور اُس نے اپنے عہدوں کو پورا
کیا اور کس طرح پورا نہ کرتا اور اس کے وعدے کی مدت بہت گذر گئی تھی اور تمام
نشانیاں پوری ہو چکی تھیں اور صلیبی فتنوں کی آندھیاں بھی بہت مدت سے چل رہی
ہیں۔ اور ایک فوج اُمت محمدیہ میں سے مرتد ہو چکی ہے اور کوئی گھر خالی نہیں
رہا جس میں نصرانیت داخل نہیں ہوئی۔ اور ایمانی انوار زمین پر کم ہو گئے ہیں پس
خدائے رحیم نے مجھے ان دنوں میں بھیجا اور وحی اور الہام کو متواتر نازل کرکے
میری معرفت کو زیادہ کیا اور خوارق اور کشف روشن کے ساتھ مجھے قوی کیا۔ اور
مجھے دقائق قرآن شریعت کا علم عطا فرمایا۔ اور ایسا ہی علم احادیث کا عطا کیا اور
مجھے سمجھایا کہ اُس نے اپنے وعدہ کو مقدم یا مؤخر نہیں کیا بلکہ اپنے امر کو عین
وقت پر نازل فرمایا۔ اور باوجود اس کے میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا تھا کہ تھوڑے

سے نشانوں اور علامتوں پر صبر کروں بلکہ باعث رغبت شہادتوں اور ثبوتوں کے بہت کو تھوڑا جانتا تھا۔ اور تھوڑی چیز اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہیں کرتا تھا بلکہ میں ایسے چشمے سے دُور رہتا تھا جس کا پانی مکدّر ہو اور صاف نہ ہو۔ پس میری تسلی کے لئے خدا تعالیٰ کے نشان متواتر نازل ہوئے۔ یہاں تک کہ میری جان مطمئن ہوگئی اور میری راہ روشن ہوگئی اور کئی قسم کے روشن نشان مجھ کو دیئے گئے۔ اور اطمینان اور سکینت کا دُودھ مجھے پلایا گیا۔ اور میرے نفس سے ہر ایک قسم کا شبہ دُور کیا گیا۔ اور میں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے روشن شعاعوں کے ساتھ منوّر کیا گیا اور علامات صادقہ اور روشن نشانوں اور کتاب اللہ اور حدیث سے میرے پر کھل گیا کہ میں مسیح موعود ہوں اور یہ کہ میرے ظہور کے ساتھ عہد اور وعدے پورے ہوگئے۔ اور خدا تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک امر میں اس کا اختیار ہے جس پر چاہتا ہے رُوح ڈالتا ہے اور وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور زمین اور آسمان کا وہی مالک ہے۔

اور میں جانتا تھا کہ علماء میری تکذیب کریں گے اور مجھے اپنے تیروں کا نشانہ بنائیں گے اور کہیں گے کہ اس نے اجماع کو توڑا اور عقیدۂ اجماعی سے خارج ہوگیا۔ پس بخدا میں اُن سے نہیں ڈرا اور کسی امر کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا پوشیدہ نہیں رکھا اور اس سے بڑھکر اور کونسا گناہ ہوگا جو خلقت سے ڈر کر حق کو چھپایا جائے۔ اور میں نے اس جگہ بغیر اعلام الٰہی کے قدم نہیں رکھا۔ اور میرا یہ بھی اختیار نہ تھا کہ میں اس مقام سے معافی چاہتا اور میں ایسا نہیں آیا جیسا کہ یونہی ایک ناخواندہ مہمان رات کو آجاتا ہے۔ بلکہ میں اُس چاند کی

طرح نکلا جس نے مکہ معظمہ میں طلوع کیا اور میرے پاس دیکھنے والوں کے لئے گواہیاں ہیں۔ اور اُس دل کے لئے جو یاد رکھنے والا ہو نشان ہیں۔ اور زمانہ نے اپنی حالتِ موجودہ کے ساتھ گواہی دے دی ہے کہ وقت یہی وقت ہے کیونکہ صلیب غالب ہو گیا اور گمراہی زیادہ ہو گئی۔ اور تو پادریوں[1] کو دیکھتا ہے کہ کیونکر اُن کی سخت کوشش اور مدبّرانہ روش نے لوگوں کو ڈرا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو انہوں نے گالیاں دیں۔ اور امان اُٹھ گئی۔ پھر اس کے بعد جو شخص ایسے بندے کی ضرورت نہ دیکھے جو کسرِ صلیب کرے۔ اور نشان دکھلا دے اور دینِ غریب کی تائید کرے اور میرے مقابلہ میں اُس کا فہم حیرت میں ہو اور اُس کا وہم بڑھ جائے یہاں تک کہ اِس بھید کو اس کی عقل شناخت نہ کر سکے اور اُس کے سبز کھیت میں یہ دانہ پیدا نہ ہو سکے بلکہ میری نسبت اس لقب کو خیال کر کے شک میں پڑے اور میرے دعوے کی تصدیق سے انکار کرے اور نشانوں کے طلب کے لئے یا نصوص اور رنجِ بیّنہ کے پانی کا محتاج ہوتا اپنے شبہات دُور کرے۔ سو میں اُس کی غمخواری کے لئے بھائیوں کی طرح کھڑا ہوں۔ اور میں اُس

---

[1] ہم نے بارہا پادریوں کے مکر کا ذکر کیا ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ دلوں پر اُس کا کیا اثر ہوگا۔ پس یاد رکھو کہ ہمارا اِن کلمات سے یہ مطلب نہیں کہ بدی کا بدلہ بدی کے ساتھ لیا جاوے بلکہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اُنکے ایذا پر صبر کریں۔ اور بدی کا نیکی کیساتھ معاوضہ دیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ہمیں صبر کے لئے حکم فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جب تم اہلِ کتاب سے دُکھ دیئے جاؤ تو صبر کرو۔ پس جو شخص صبر نہ

(باقی صفحہ آئندہ پر)

کی دعوت کو اِس طرح قبول کرتا ہوں جیسا کہ ایک شخص پیاسے کی فریاد سے ڈر کر جلد تر اس کو جواب دیتا ہے۔ اور میں عنقریب دلیل کے آبِ زلال سے اس کی پیاس کو بجھاؤں گا اور بیان کے مصفا پانی کے ساتھ اس کو سیراب کروں گا مگر میری طرف سے اخلاصِ دل کے ساتھ یہ نصیحت ہے کہ کوئی شخص بجز صحتِ نیّت کے اِس کام کے لئے کھڑا نہ ہو۔ اور جو شخص میرے مقابلہ پر اس غرض سے آوے کہ تا مجھ سے نصوص اور دلائل طلب کرے یا آسمانی نشانوں کا مطالبہ کرے پس اس پر لازم ہے کہ نرمی کے ساتھ سوال کرے اور تقوے اور آہستگی کے دقائق کی رعایت رکھے۔ اور ادب اور حُسنِ مخاطبت سے باہر نہ جائے۔ کیونکہ وہ شخص جو اُن لوگوں کا مقابلہ کرتا ہے جو حق پر اور اہل اللہ ہیں اور اُس بندہ کی مخالفت اختیار کرتا ہے جو خدا سے تائید یافتہ ہے پس اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص ایک بیشہ میں اس غرض سے داخل ہو کہ تا ایک شیر کو شکار کرے حالانکہ شکار کرنے کے لئے کوئی تیاری اُس نے نہیں کی۔ اور نہ کوئی ایسا ساز و سامان اُسکے پاس ہے۔ اور شیروں کا شکار کرنا مشکل ہے۔ اگرچہ لشکروں کے ساتھ ہو۔ اور خدا کے شیر کیونکر شکار کئے جائیں اُن کی تو بڑی شان ہے۔ اور کوئی ان کے مقابل پر بجز بدبخت یا اندھے کے نہیں آتا۔ اور خدا پر وہ اِفترا باندھتا ہے جو بدبخت

بقیہ حاشیہ ۔ کرے اس کو ایمان سے بہرہ نہیں ہے۔ سو تم صبر کرو۔ اور مقابلہ سے بچو جب گالیاں سنو تو گالی مت دو اور اُن کے لئے دعا کرو اور سلطنت برطانیہ کا احسان یاد کرو اور رحم کرو تا تم پہ رحم کیا جائے ۔ منہ

ترین خلائق ہو۔ اور راستباز کی وہ تکذیب کرتا ہے جو شیطان کا بھائی ہو۔ اور یہ تحقیق مجھ سے نشان ظاہر ہوئے ہیں۔ اور گواہیاں قائم ہوئی ہیں مگر میں اس ملک کے اکثر مولویوں کو دیکھتا ہوں کہ انکار کے بعد اقرار کرنا اُن پر بھاری ہوگیا ہے۔ اور یہ اُن کا طریق ہے کہ جب کوئی اُن میں سے ایک مرتبہ غلطی کر بیٹھتا ہے اور خطا کے گڑھے میں گر جاتا ہے تو یہ اسکو ایک مشقت دکھائی دیتی ہے کہ پھر راہ راست کی طرف رجوع کرے۔ اور عقلمندوں کی راہ اختیار کرلے۔ یا اپنی لغزش پر کچھ ندامت پیدا ہو۔ پس اُن پر افسوس ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے نہیں ڈرتے اور جانتے ہیں کہ اُس کی نظر کے نیچے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی آنکھ ان کی دیدبانی کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے نشان دیکھکر پھر ایسے ہوتے ہیں کہ گویا کچھ نہیں دیکھا اور ہر ایک برس آزمائے جاتے ہیں اور پھر توبہ نہیں کرتے۔ اور خدا تعالےٰ کی حجت اُن پر پوری ہوگئی۔ اور وہ نہیں ڈرتے اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اپنے اِس رسالہ میں بعض وہ نشان لکھوں جن کو خدا تعالےٰ نے شبہات کے دُور کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ تا شاید اس سے اہلِ ایمان نفع اُٹھاویں۔

(۱۰) سو اِن نشانوں میں سے ایک نشان یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے اور صلیبی مذہب کے غلبہ کے وقت مجھے بھیجا ہے اور مجھے اُس وقت مامور کیا ہے جبکہ عیسائی مذہب کے حامیوں کے کوئلے بشدت بھڑک گئے اور اُن کا کام اُونچا ہوگیا۔ اور اُن کے پادری عامۃ النّاس پر ٹوٹ پڑے اور بدفعل لوگوں پر مرتد ہونے کے دروازے کھول دیئے اور ارتداد کے تختوں کو اباحت کی ہواؤں کے ساتھ ہلا دیا۔ اور ہلاک کرنیوالے

فتنے ظاہر ہو گئے۔ اور ہولِ قیامت برپا ہوا اور خدا تعالےٰ نے مجھے کسرِ صلیب کے لئے وہ معرفت عطا فرمائے کہ اُس کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں پائی نہیں جاتی۔ اور میری کتابیں اِس خصوصیت پر شہادتِ قاطعہ ہیں اور اُن سے میں نے نصرانیت کے حامیوں کا منہ بند کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ کوئی عذرِ معقول پیش نہیں کر سکتے۔ اور نہ کسی دلیل کو توڑ سکتے ہیں۔ اور میرا وقت ایک ایسا وقت تھا کہ نہایت بیقراری سے آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ کیونکہ اہلِ دجل نے جہاں تک اُن کے لئے ممکن تھا طمع اور دھوکہ دینے سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ پھر باوجود اِس کے اِس زمانہ میں مسلمانوں میں نہایت درجہ کا اختلاف واقع ہے۔ اور کوئی ایسا عقیدہ باقی نہیں رہا جس میں مسلمانوں کے فرقوں میں اختلاف اور نزاع نہ ہو اور لوگوں کی طبیعتوں نے ایک حکم چاہا جو عدل اور انصاف سے فیصلہ کرے۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے حکم مقرر فرمایا۔ تاکہ اُن کے اختلافات کے مقدمات میری طرف رجوع کئے جائیں اور میں اُن کا فیصلہ کروں۔ اور اِس میں فکر کرنے والوں کے لئے نشان ہے بلکہ تدبّر کرنے والوں کے نزدیک یہ سب نشانوں سے بڑا نشان ہے۔

(۱۱) اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے عربی زبان میں ایک ملکہ خارقِ عادت مجھے عطا فرمایا ہے تاکہ فکر کرنے والوں کیلئے وہ نشان ہو۔ اور اِس کا سبب یہ ہے کہ مَیں بجز اندک اور حقیر شُد بُود کے جس کو علمیت نہیں کہہ سکتے عربی نہیں جانتا تھا۔ پس علماء نے میرے علم کی لکڑی کو خم دینا اور توڑنا چاہا اور میرے علم کی عیب گیری اور نکتہ چینی شروع کی تاکہ عوام

کو مجھ سے اور میرے سلسلہ سے بیزار کر دیں اور اپنی طرف سے یہ شہرت دے دی کہ یہ شخص عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا اور اس سونے میں سے ایک ریزہ کا بھی مالک نہیں پس میں نے جنابِ الٰہی میں دُعا کی کہ وہ مجھے اس زبان میں کامل کرے اور اس کی بلاغت و فصاحت میں مجھے بے نظیر بنا دے۔ اور میں نے نہایت عاجزی اور تضرّع سے اس دُعا میں اِلحاح کیا۔ اور جناب الٰہی میں گرا اور گڑگڑایا اور صدقِ ہمت اور اخلاص جان اور کوششِ بلیغ کے ساتھ اس سوال کو بار بار جناب الٰہی میں کیا۔ پس دُعا قبول کی گئی۔ اور جو میں نے چاہا تھا وہ مجھے دیا گیا۔ [1] اور

---

[1] آثار اور اخبار میں تواتر سے یہ بات آچکی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود کا وجود حقیقت عیسویہ اور ماہیت محمدیہ سے مرکّب ہے۔ کوئی جزو اس کا اور کوئی جزو اسکا اس میں موجود ہے اور بعض بعض کے مقابل پر واقع ہیں۔ اور دونوں کی روحانیت اُس کے وجود میں سرایت کرنے والی ہے۔ بلکہ وہ رُوحانیت اُس کے ہیزم کی آگ ہے۔ اور دونوں اس میں بطور بروز ظاہر ہوئی ہیں اور اس کے وجود کا وہ بھید ہیں۔ اور محمدی نشانوں میں سے ایک بلاغت بھی جیسا کہ قرآن شریف اس کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔ پس مسیح موعود کو ظلّی طور پر وہ نشان عطا کئے گئے تا کہ اس کی طبیعت اس کمال سے خالی نہ ہو۔ کیونکہ محروم ہونا ظل کی شان سے بعید ہے۔ پس مسیح موعود نے اس پاک درخت سے تازہ و تر میوہ پایا اور نبوت کی ظلیت نے اس کو اپنے پانی میں ڈھانک لیا جیسا کہ اُمت کے کاملوں کی شان ہے۔ اور اسی طرح اُس نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے کمالات بطور ورثہ پائے اُن پر اور ہمارے نبی پر سلام ہو۔ اور جبکہ مسیح موعود کی حقیقت

(باقی بر صفحہ ۴۷)

عربیت کے نوادر اور لطائفِ ادب کے دروازے میرے پر کھولے گئے۔ یہاں تک کہ میں نے عربی میں کئی نو طرز رسالے اور بلاغت سے آراستہ کتابیں تالیف کیں۔ پھر میں نے اس مُلک کے علماء پر وہ کتابیں پیش کیں اور کہا کہ اے فاضلو اور ادیبو! تمہارا میری نسبت یہ گمان تھا کہ میں اُمّی اور جاہل ہوں اور درحقیقت میں ایسا ہی تھا۔ اگر خدا تعالےٰ کی تائید میرے شاملِ حال نہ ہوتی۔ پس اب اللہ جلّ شانہٗ نے میری تائید کی اور خاص فضل اور رحمت سے اپنے پاس سے میری تعلیم فرمائی۔ سو اب میں ایک ادیب اور منفرد انسان ہو گیا اور میں نے کئی رسالے بلاغت اور فصاحت کا لباس پہنا کر تالیف کئے۔ پس دانشمندوں اور منصفوں کے لئے میری طرف سے یہ ایک نشان ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی تم پر یہ حجّت ہے۔ پس اگر تم میری سچائی اور میری کمال زباندانی میں شک

ان دونوں مذکورہ حقیقتوں میں غرق تھی اور ان میں مضمحل اور متلاشی تھے اور اُن کے صفتوں کے پیرو تھے اس لئے ان دونوں برگزیدوں کا نام اس پر غالب ہوا اور اس کا اپنا نام و نشان کچھ نہ رہا اور مغلوب معدوم ہو گیا اور غالب کا نام رہ گیا۔ اور اسکے لئے آسمانوں پر ان دونوں مبارکوں کے نام رہ گئے یہ وہ سِرّ ہے جس کو خدا تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالا۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے میری فراست نے اسکو قبول کیا۔ مگر وہ امر جو مسلمانوں میں مشہور اور حدیثوں میں کئی مرتبہ اس کا ذکر آیا ہے وہ درحقیقت کشفی کلمے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے تھے اُنکی تاویل میں بعض لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ اور اُن کو اُنکے ظاہر پر حمل کر بیٹھے اور اسمیں خطا کی اور اب حق ظاہر ہو گیا۔ اور طالبوں کیلئے راہ راست نمودار ہو گیا۔ منہ

رکھتے ہو اور میرے بیان اور عمدہ طور پر اظہارِ مطالب میں تمہیں کچھ شُبہ ہے اور میری اس شان پر ایمان نہیں اور گمان کرتے ہو کہ میں کاذب ہوں۔ پس تم بھی کوئی ایسی کتاب بنا کر لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم حق پر ہو گے جیسا کہ تمہارا گمان ہے پس خدا تعالیٰ ضرور تمہاری عزت ظاہر کرے گا اور غالب ہو گے اور تمہیں کچھ نقصان نہیں ہو گا۔ پھر بعد اس کے کوئی عتاب کرنے والا تمہیں عتاب نہیں کرے گا۔ اور کوئی مخاطب عیب گیری پر قادر نہیں ہو گا اور لوگ یقین کریں گے کہ تم امین اور صالح ہو۔ اور اگر تم باعث قلتِ علم اور عقل کے مقابلہ کی قدرت نہیں رکھتے پس اُٹھو اور اُن لوگوں کو بلا لو جو تحریر اور تقریر میں تم میں مشہور ہیں اور ادیب ہونے میں شہرت رکھتے ہیں۔ اور میں نے ایسا امر تم پر پیش کیا ہے جس میں سچّے کی عزت اور جھوٹے کی ذلت ہے۔ اور جو جھوٹے ہیں اُن کو ذلت اور لازمی عذاب پہنچ رہے گا۔ پس اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا تعالےٰ سے ڈرو۔ مگر اُن لوگوں نے نہ تو میری کلام کی نظیر پیش کی اور نہ اپنے انکار سے باز آئے۔ اور اُن کے منہ پر سیاہی اور خشکی اور لاغری اور گدازش ظاہر ہو گئی اور نامرادی اور پیچھے ہٹنا اُن کے لاحقِ حال ہو گیا۔ اور تمام لاف و گزاف کو بھول گئے۔ اور کلام کرنے کی جگہ نہ رہی۔ اور بہتوں نے توبہ کی اور بہتوں پر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صادق آیا۔ پھر اے سُننے والو یہ بھی یاد رکھو کہ میں نے اِس نشان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت سے لیا ہے۔ اور یہ سب کچھ خدا تعالےٰ کے حکم سے ہوا۔ اور بعض نادانوں نے کہا کہ یہ دعوےٰ قرآن کے دعوےٰ سے مشابہ ہے اس لئے یہ حسن ادب اور ایمان سے دُور ہے۔ مگر یہ اُن لوگوں کا قول ہے جن کو ولایت کی حقیقت پر اطلاع نہیں اور نابینائی کا اندھیرا اُن کے طاری حال ہو رہا ہے۔ اور ہم پہلے اس سے

ذکر کر چکے ہیں کہ کرامات معجزات کا دائمی سایہ ہے۔ اور برکاتِ نبوت کے زیادہ ہونے کا موجب ہیں۔ اور تو سنت اور قرآن کو اس مسئلہ کے بیان کرنے والے پائے گا اور اس واقعہ پر گواہ دیکھے گا۔ اور بجز ایک گمراہ اور عاصی آدمی کے اور کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عام لوگوں کی آنکھیں حقیقتوں تک نہیں پہنچتیں اور دقائق شریعت اُن پر چھپے رہتے ہیں۔ اس لئے وہ لوگ ولایت کے کمالات میں نبوت کی کسر شان دیکھتے ہیں باوجودیکہ اہلِ معرفت اور تحقیق کے نزدیک اصل امر اس کے برخلاف ہے۔

(۱۲) اور میرے نشانوں میں سے وہ خسوف اور کسوف ہے۔ جو رمضان میں ہوا تھا چنانچہ میں اپنے رسالہ نور الحق میں اس کا مفصل بیان کر چکا ہوں اور مجھے ہمیشہ مسلسل طور پر خدا تعالےٰ کی مدد پہنچتی تھی۔ یہاں تک کہ یہ نشان ظاہر ہوا۔ اور احادیث نبویہ میں لکھا ہوا تھا کہ یہ نشان مہدی اور اسکے ظہور کیلئے قطعی دلائل میں سے ہے پس خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اپنی بخشش کو ہم پر کمال تک پہنچایا اور اپنے وعدے کو پورا کیا اور اپنی نشان دکھلائے اور طالبوں کیلئے ہدایت پانے کی راہ کھول دی اور اپنی روشنی کو راہ چلنے والوں کے لئے ظاہر کیا۔ اور عقلمندوں کے لئے حقیقتِ امر کو کھولا اور دیکھنے والوں کو حق دکھلایا۔ اور اپنے نشانوں کو شمشیر تیز کی طرح ننگا کیا۔ تا ہر ایک شخص جو مقابلہ کیلئے کھڑا ہو اُس کو لاجواب کرے اور منکروں پر اپنی حجت پوری کرے۔ اور اگر کوئی یہ گمان کرے کہ غلبۂ نصرانیت کے وقت میں میرا ظاہر ہونا اور صلیب کی طغیانی کے وقت میں اور نیز صدی کے سر پر میرا آنا۔ اس بات پر قطعی دلیل نہیں کہ میں جناب الٰہی کی طرف سے ہوں اور اسی طرح اگر کوئی یہ گمان کرے کہ میرا عربی کتابوں کا لکھنا

اور لطائف ادبیہ کا بیان کرنا یہ خدا کا نشان نہیں ہو سکتا اور جائز ہے کہ یہ اپنی پوشیدہ کوششوں کا ثمرہ ہو سو ایسا ظن کرنے والا خسوف وکسوف میں کیا گمان کرے گا۔ کیا یہ بھی انسانی مکر ہے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک گواہی ہے۔ مگر اس نشان کی تفصیل جیسا کہ کتب حدیث میں آل خیر المرسلین سے مذکور ہے یہ ہے کہ دار قطنی نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں کہ جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے کبھی ظہور میں نہیں آئے یعنی یہ کہ قمر کی پہلی رات میں اسکی تین راتوں میں سے جو خسوف کیلئے مقرر ہیں خسوف ہوگا۔ اور سورج کے تین دنوں میں سے جو اسکے کسوف کے لئے مقرر ہیں بیچ کے دن میں کسوف ہوگا۔ اور یہ بھی اسی رمضان میں ہوگا۔ ایسا ہی بیہقی اور دوسرے محدثوں نے لکھا ہے۔ اور صاحب رسالہ حشریہ نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ کسوف خسوف رمضان میں ہوگا اور اس کے بعد مہدی مکہ میں شناخت کیا جائے گا۔ اور بعض صالحین سے ایک یہ بھی روایت ہے کہ مہدی اس وقت پہچانا جائے گا جب بہت سے نشان آسمان سے ظاہر ہوں گے مگر اوائل امر میں اس کی تکفیر اور تکذیب ہوگی۔ اور دجل اور تلبیس اور افتراء کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ اور اس پر کفر اور مرتد ہونے کے فتوے لکھے جائیں گے۔ اور وہ سب کچھ اس کے حق میں کہا جائے گا جو کافروں نے نبیوں کے حق کہا۔ پھر اس کی قبولیت زمین پر پھیلائی جائے گی۔ پس مومنوں میں سے دو آدمی ایسے نہ پائے جائیں گے کہ اس کو مدح اور ثنا کے ساتھ یاد نہ کرتے ہوں اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ قرآن شریف نے کسوف خسوف کے نشان کو قرب قیامت کے نشانوں میں سے لکھا ہے۔ اور اگر تو چاہے تو اس آیت کو

پڑھ کہ برق البصر و خسف القمر و جمع الشمس والقمر
اور یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ نشان قیامت کے واقعات میں سے ہے۔ کیونکہ جس خسوف اور کسوف کا اس جگہ ذکر ہے وہ اس دنیوی پیدائش پر موقوف ہے۔ وجہ یہ کہ خسوف کسوف اوضاع مقرّرہ منتظمہ سے پیدا ہوتا ہے اور اوقاتِ معیّنہ اور ایّامِ معلومہ میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔ اور خسوف کسوف میں یہ امر ضروری ہے کہ آفتاب اور قمر بعد اس کے کہ اس حالت سے باہر آویں اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کریں مگر وہ نشان جو قیامت کے قائم ہونے کے وقت ظہور میں آئیں گے وہ اس وقت ظاہر ہوں گے جبکہ دُنیا کا سلسلہ بکلّی درہم برہم ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ ایسی حالتیں ہیں کہ اُن کے بعد دنیا نہیں رہے گی اور نہ اہلِ دنیا رہیں گے۔ اور کسوف خسوف اِس دنیا کے نظام سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو ابتداء سے اس میں بنائے گئے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ وہ کسوف خسوف جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ قیامت کے لئے آثارِ متقدّمہ ہیں۔ نہ یہ کہ قیامت کے قائم ہو جانے کی علامتیں ہیں۔ اور میں نے اِن بحثوں کو اپنے رسالہ نور الحق میں مفصّل طور پر لکھ دیا ہے اور اُس رسالہ میں اس نشان کے متعلق کئی عجائبات ہیں جو میں نے اِتمام حجّت کی غرض سے اس میں درج کر دیئے ہیں۔

اور میں نے رسالہ نُور الحق میں یہ لکھا تھا کہ اُن لوگوں پر عذاب نازل ہوگا کہ جو کسُوف خسوف کا نشان دیکھنے کے بعد توبہ نہیں کریں گے اور دین کو دنیا پر مقدّم نہیں کریں گے۔ سو ایسا ہی ہوا کہ خسوف کسوف کے بعد اِس مُلک کے اکثر غافلوں پر طاعُون بھیجی گئی اور ہزاروں انسان اِس وبا سے مر گئے اور ہر ایک غافل پر ایک

چنگاری پڑی جس سے وہ مرے اور دیہات اور شہروں سے نکالے گئے اور یہ آگ اب تک ٹھنڈی نہیں ہوئی اور موت سروں پر نعرے مار رہی ہے جیسا کہ اس بارے میں متواتر الہام سے پہلے ہی سے معلوم ہوا تھا۔ اور اس میں پرہیزگاروں کے لئے نشان ہیں۔ اور ایسا ہی میں نے اس رسالہ میں لکھا تھا کہ خدا تعالےٰ اس نشان کے بعد اہلِ حق کو مدد دے گا۔ پس اُن کی جماعت زیادہ ہو جائے گی۔ اور انکا کام قوت پکڑ جائے گا۔ اور خدا تعالےٰ نشانوں کو ظاہر کریگا اور معرفت کو لوگوں میں پھیلائے گا۔ پس خدا تعالےٰ نے اُن تمام پیشگوئیوں کو اپنے فضل اور کرم سے پورا کیا۔ اور نشان دکھلائے اور قطعِ خصومت کے لئے تائید کی۔ اور وعدہ کے موافق میری جماعت کو زیادہ کیا۔ چنانچہ ہم بعض نشانوں کا اِس جگہ ذکر تے ہیں۔ اور اس احسان پر خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ اور اس میں فراست والوں کے لئے نشان ہیں۔

(۱۲) اور عجیب تر نشانوں میں سے جو خسوف کسوف کے بعد ظہور میں آیا جس نے دلوں پر بڑا اثر ڈالا۔ وہ لیکھرام کی موت کا نشان ہے اور یہ شخص بڑا کینہ ور تھا اور اِسلام پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا۔ اس نبی پر خدا تعالےٰ کے ہزاروں سلام ہوں۔ اور اس قِصّہ کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے بعض اپنے بھائیوں سے سنا کہ ایک آدمی قادیان میں ہے۔ جو الہام کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور نیز کرامات کا مدّعی ہے۔ اور کہتا ہے کہ سچا دین اسلام ہی ہے۔ اور جو اس کا مخالف ہے وہ باطل پر ہے۔ سو وہ اس خبر سے ہمیشہ تعجب کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ اس نے قادیان آنے کا ارادہ

گیا۔ اور وہ ان دنوں میں تیس برس کی عمر میں تھا یا کچھ کم جیسا کہ اس کے منہ کے دیکھنے سے ہمیں اندازاً معلوم ہوا۔ سو وہ میرے پاس آیا۔ اور نشانوں کے بارے میں مجھ سے سوال کیا اور ظاہر کیا کہ وہ کبھی قادیان سے نہیں جائے گا جب تک کہ بعض نشان نہ دیکھے اور یا جب تک کہ مجھ سے اقرار عجز نہ لیوے۔ اور اسنے اصرار کیا کہ اپنے جانیسے پہلے نشان دیکھے۔ اور وہ ایک جاہل بے ادب تھا۔ پس اُس نے مجھے نشان کے لیئے دق کرنا شروع کیا اور نابینائی کی وجہ سے اصرار کرتا تھا کیونکہ وہ جسم بے جان تھا جس کو عقل کی روح نہیں دی گئی تھی۔ اور اُس کے دل میں یہ بیٹھ گیا تھا کہ یہ شخص اپنے بیان میں جھوٹا ہے۔ اور یہ باتیں اس کے ہم صحبتوں نے اس کے دل میں بٹھائی تھیں جن سے اُس کی شناخت کا کنواں مکدر ہو گیا تھا۔ اور وہ ایک دن میرے پاس آیا اور نشان کے دیکھنے کے لیئے بڑا اصرار کیا اور میری طرف تکبر سے دیکھا اور کہا کہ میں اس گاؤں سے کبھی نہیں جاؤں گا جب تک کہ تم نشان نہ دکھلاؤ اور یا اپنے جھوٹ کا اقرار نہ کرو اور حاضرین کو اس کی سخت زبانی بُری معلوم ہوئی۔ پس میں نے اُن کو صبر کی وصیت کے ساتھ ٹھنڈا کیا۔ پھر میں نے اس کو کہا کہ اسے شخص نشان ایسی چیز تو نہیں جو قدموں کے نیچے پڑی ہو۔ اور فی الفور دکھلادی جائے۔ بلکہ نشان خدا کے پاس ہیں جب چاہتا ہے دکھاتا ہے۔ اور گاؤ دشتی کی طرح کودنا مناسب نہیں۔ پس لڑائی سے پرہیز کر۔ اور جو شخص نشانوں کو ڈھونڈتا ہے اس کے لیئے صبر کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ نشان ایک ایسی چیز ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں۔ اور اُن کا ظاہر ہونا تضرعات عبودیت پر موقوف ہے۔ پس ایک برس تک میرے پاس توقف کر اور یہ تیرے

لئے بہتر ہے تا کہ خدا تعالےٰ تجھے نشان دکھلائے۔ اور یقین اور سکینت بخشے اور اسی طرح ہم خدا تعالےٰ سے اُمید رکھتے ہیں۔ پس اگر تو طالب ہے تو اس وقت تک صبر کر۔ مگر میری نصیحت نے اس کے دل پر اثر نہ کیا اور بیہودہ گوئی سے باز نہ آیا۔ تب میں نے کہا کہ اے شخص اگر تو صبر نہیں کر سکتا اور جانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور ہماری تجویز کو پسند نہیں کرتا تو تیرا اختیار ہے۔ کہ تو چلا جا اور ہمارے الہام کی انتظار کرتا رہ۔ تب وہ غصہ کی حالت میں چلا گیا۔ بعد اس کے کوئی کلام نہ کی۔ پھر اس نے یہ کام شروع کیا کہ ہر ایک محفل میں مجھے تحقیر اور توہین سے یاد کرتا اور یہ دل میں ٹھانا کہ میرے کاروبار کو پراگندہ کرے اور قوم کی نظر میں مجھے ایک ذلیل انسان کی طرح دکھلاوے۔ سو اس نے اس ارادے کو پورا کرنے کیلئے جھوٹ اور افتراء پر کمر باندھی اور بدبختی کو خریدا اور سعادت سے دُور جا پڑا اور بہت سے افتراء بنائے۔ اور بہت سے بہتان گانٹھے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا شروع کیں۔ اور قرآن شریف کی تکذیب کرنا اپنا پیشہ قرار دیا اور اپنی کتابوں میں اس نے زبان درازی شروع کی۔ اور بزرگوں اور آسمانی چاندوں کی ہتکِ عزت اُس کا شیوہ ہو گئی۔ اور خدا تعالےٰ کے پیاروں کو بُرا کہنا اُس نے اپنا طریق بنا لیا۔ مگر خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اس کی ہانڈی کو پھوڑے اور اس کی پلیدی لوگوں پر ظاہر کرے اور ایک بڑا نشان دکھاوے۔ پس جبکہ خدا تعالےٰ کے وعدے اور نشان کا وقت قریب آیا تو اس شخص نے ٹھٹھے سے میری طرف ایک خط لکھا کہ تمہارے نشان کہاں گئے۔ اور کیا اب تک تمہارا افتراء ظاہر نہ ہوا اور جیسا کہ کمینوں کی عادت ہوتی ہے اپنی تحریر میں بہت کچھ سختی

کی۔ اور مجھے اپنا مدیون فرار دیکر ملامت شروع کی۔

اور اِس گاؤں کے ہندوؤں نے اس کو نشانوں کے طلب کے لئے دلیر کیا۔ اور باطل کہانیاں پیش کر کے اس کا ڈھارس باندھا تا کہ اُس رعب کو دور کریں جو اُس پر پڑا ہوا تھا۔ اور یہ قادیان کے لوگ اس کے کانوں میں پھونکتے رہے کہ یہ شخص تو جھوٹا اور مکّار ہے پس ایسا نہ ہو کہ تو اس کے رُعب کے نیچے آجائے۔ اور مجھے خدا کی قسم ہے کہ اس کے قتل کرنے والے ہی قادیان کے لوگ ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے ہی میری دشمنی اور مقابلہ کے لئے اسکو دلیر کیا۔ اور قسمیں کھا کھا کر اس کو تسلی دی مگر ان لوگوں نے ان باتوں کے ساتھ اُس سے نیکی نہیں کی بلکہ بدی کی۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اِن لوگوں کی بہت سی ...... باتیں سُننے سے اس کا دِل سخت ہو گیا۔ اور وہ اِنکے افتراؤں کو مان گیا۔ اور اُن کی پلیدی سے آلودہ ہو گیا اور سخت جھگڑا شروع کر دیا۔ اور وہ اِبتداء میں میری صحبت کی طرف مائل ہو گیا تھا۔ اور اُمید رکھتا تھا کہ میں نشان دیکھوں۔ پس یہ لوگ اُس کے مزاحم ہوئے اور اِس ارادہ سے اُسکو ہٹا دیا تا اثر صحبت سے متاثر نہ ہو جائے اور اِس کو کہا کہ تو اُن کی صُحبت میں رہ کر کیا کرے گا۔ اور ہم تو اُس کی نسبت اہلِ تجربہ ہیں۔ اور وہ قادیان میں قریبًا ایک مہینہ ٹھہرا اور بہت سے افتراء اُس نے اپنے دِل میں بٹھائے۔ اور جہنم کی آگ کی طرح اُن لوگوں نے اُس کو افروختہ کیا۔ اور اِسکے دِل کو رات کی طرح سیاہ کر دیا۔ اور پھر وہ اُن تعلیموں کو پا کر چلا گیا۔ اور مجھ سے نشانوں کا طلب کرنا شروع کیا۔ اور اِسکے دل میں دشمنی کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے نشانوں سے اپنے دِل

میں انکاری تھا۔ اور مجھ سے اس لئے نشان طلب کرتا تھا کہ تا ہندوؤں کے دلوں میں اس کی عزّت پیدا ہو۔ اور جب وہ قادیان سے چلا گیا تو میں نے خواب دیکھا کہ ایک میدان میں میں کھڑا ہوں۔ اور میرے ہاتھ میں ایک باریک نیزہ ہے جو بہت چمک رہا ہے۔ اور میں نے اسکو ایک مردہ پایا جو میرے آگے پڑا ہے اور میں اُس نیزہ سے اُس کے سر کو اِدھر اُدھر کرتا ہوں۔ تب ایک بولنے والے نے آواز دی کہ یہ چلا گیا اور پھر قادیان میں کبھی نہیں آئے گا۔ سو درحقیقت وہ پھر واپس نہ آیا یہاں تک کہ ہم نے اس کے مرنے کی خبر سُنی۔ اور اس قصہ کی تفصیل یُوں ہے کہ جب وہ اس جگہ سے چلا گیا تو اس نے نشانوں کو طلب کرنا شروع کیا اور نیز گالیاں دیتا اور بدگوئی کرتا تھا۔ تب میں حضرت عزت میں گرا اور قہری نشان کے لئے تضرّع کیا۔ سو خدا نے مجھے خبر دی کہ وہ ایک عذاب شدید کے ساتھ چھ برس کے اندر قتل کیا جائے گا۔ اور اس کے قتل کا دن عید کے دن سے قریب ہوگا سو اس الہام سے میں نے اسکو خبر دیدی سو وہ اس الہام کو سُنکر اور بھی بدگوئی میں بڑھا اور میری طرف لکھا کہ مجھے بھی الہام ہوا ہے کہ تو تین برس تک ہیضہ سے مر جائیگا۔ اور اس خبر کو اس نے لوگوں میں مشہور کر دیا اور مجھے اس پیشگوئی کے اشتہار بھیجے اور کئی مجلسوں میں اس کا ذکر کیا۔ تب میں نے اس کی طرف لکھا کہ تمام بات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ سو اگر تو اپنی پیشگوئی میں سچا ہے تو تیری سچائی خدا تعالیٰ ظاہر کر دے گا۔ اور اگر میری بات سچ ہے تو اس کو اپنے فضل اور احسان سے ظاہر فرمائے گا۔ کیونکہ...... خدا تعالےٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور سچ بولتے ہیں اور جھوٹوں کی وہ مدد نہیں کرتا۔ سو اس کی جھوٹی پیشگوئی

کا زمانہ بخیر و عافیت گذر گیا اور ایک بال بھی ہمارا بیکا نہ ہوا۔ اور جب اسکی موت کے بارے میں میرے رب کا وعدہ نزدیک آیا اور پانچواں برس اس پیشگوئی کا گذرنے لگا تو یہ اتفاق پیش آیا کہ ایک مسافر اِس کے ملنے کے لیئے آیا اور ظاہر کیا کہ وہ ہندو اِس کی قوم میں سے ہے اور کسی نے دھوکہ دے کر اُس کو مسلمان کر دیا تھا اور اب اُس کو اس حرکت سے ندامت پیدا ہوئی ہے۔ اور اِس لئے آیا ہے کہ تا پھر اپنے باپ دادا کے دین میں داخل ہو اور اسلام کو چھوڑ دے اور یہ کہکر پھر اِس کی تعریف شروع کی کہ تو ایسا ہے اور بہتوں کو تو نے خواب غفلت سے جگایا ہے اور تیرے نام کی بہت شہرت ہوئی ہے اور معلوم ہوا کہ اسلام کا ردّ لکھنے میں تجھے کمال ہے۔ اس لئے میں دُور سے تجھ سے فیض پانے کے لئے آیا ہوں اور لوگوں نے منع کیا مگر مَیں نے اپنے ارادے میں سُستی نہیں کی۔ مگر یہ بات ہے کہ چند شبہے میرے دل میں ہیں اور مَیں اُمّید رکھتا ہوں کہ تو میری لغزش کو معاف کرے اور میرے یہ عقدے حل کر دے۔ پھر مَیں اسلام کو چھوڑ کر اپنے باپ دادے کے دین میں داخل ہو جاؤں گا۔ تب لیکھرام نے اُس کو خوب غور سے دیکھا۔ اور خدا تعالےٰ نے اس مسافر کا دلی ارادہ اس پر پوشیدہ کر دیا اور اُس نے سمجھا کہ یہ سچا اور ہمارے بھائیوں میں سے ہے۔ سو اُس نے مرحبا کہکر اُس کو قبول کر لیا اور اس کے ساتھ یوں ملا جیسا کہ پانی اور شراب ملتے ہیں اور اپنی غمخواری کی پناہ میں اس کو لے لیا۔ اور اعزاز اور اکرام کے ساتھ پیش آیا۔ پھر اپنی قوم کو خوش خوش خبر دیتا پھرا اور بتلاتا پھرا کہ یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا۔ پھر ہندو دین قبول کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور وہ شخص

اُس سے اپنا مولد چھپاتا رہتا اس کے گھر کی اطلاع نہ ہو اور وہ شہر میں چھپا چھپا پھرتا تھا اور اس کا فرار گاہ کسی کو معلوم نہ تھا یہاں تک کہ لیکھرام کے اجلِ مقدر کا دن پہنچ گیا۔ اور یہ شخص اُس دن اس کی عین غفلت کے وقت دوستوں کی طرح اس کے پاس گیا۔ اور اس کو اسقدر مہلت دی کہ جس میں حاضر باشوں سے فراغت ہو جائے۔ اور جو ملنے کیلئے آئے ہیں وہ چلے جائیں۔ جب اس کے لئے فرصت کا وقت نکل آیا اور لیکھرام کو اُس نے غفلت میں پایا تب یک دفعہ اُس پر ایک چابکدست انسان کی طرح حملہ کیا اور کارد کے ساتھ اُس کی پسلی توڑ کر اُس کارد کو انتڑیوں تک پہنچا دیا۔ اور پھر انتڑیوں کو ایسا ٹکڑے ٹکڑے کیا کہ وہ خون کے اُوپر ایسا تیرتی تھیں جیسے کہ سیلاب کے اُوپر خس و خاشاک تیرتا ہے۔ اور یہ دن عید کے دن سے دوسرا دن تھا جیسا کہ خدا تعالےٰ کے وعدہ میں مقرر تھا اور جب قاتل نے دیکھا کہ اس نے اس کا کام تمام کر دیا سو وہ اُس کے گھر کو چھوڑ کر بھاگا۔ پھر فرشتوں کی طرح آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ اور اس وقت تک کسی کو اس کا نشان نہ ملا۔ نہ معلوم کہ وہ آسمان پر چلا گیا یا خدا نے اسکو اپنے چادر کے نیچے ڈھانک لیا۔ اور مقتول زخموں سے کوفتہ کیا گیا۔ مگر ابھی اُس میں جان باقی تھی تب اُس نے کہا کہ مجھے ہسپتال لے چلو۔ سو اس کو لے گئے اور وہاں ڈاکٹر کو نہ پایا تب مقتول نے کہا وائے میری قسمت میری بدبختی سے ڈاکٹر بھی حاضر نہیں۔ پھر ایک مدّت کے بعد ڈاکٹر آیا اور اپنا عمل کیا۔ مگر بے سُود تھا اور ڈاکٹر نے اشارہ کر دیا کہ جانبری مشکل ہے۔ پھر جب آدھی رات گذر گئی تو لیکھرام نے موت کا پیالہ پی لیا۔ اور میں نے سُنا ہے کہ مرتے وقت اُس کی

آنکھیں پُرآب تھیں۔ کیونکہ خدا کی پیشگوئی کا پُورا ہونا اس کو یاد آیا۔ اور اس کی موت کے بعد اس کی قوم کے حواس اُڑ گئے کیونکہ موت نے اُن کے ایک منتخب آدمی کو لے لیا۔ اور وہ تلاش میں دہ بدہ اور شہر بشہر پھرنے لگے تا کہ قاتل کا اُن سراغ ملے یا کسی مخبر کی ملاقات ہو اور جب نومید ہو گئے تو بعض نے کہا کہ یہ تو خاص خدا کا بھید ہے اور اُن کا غم بڑھتا گیا اور کام میں مشکلات بڑھتی گئیں اور دیوانوں کی طرح ہو گئے اور مارے غم کے تاریکی اور روشنی میں فرق نہیں کر سکتے تھے اور ان کا تمام ناز غم سے جاتا رہا کیونکہ اُن پر حجت پوری ہوگئی اور وہ مسلمانوں کے قرض کے زیر بار ہو گئے اور اُس کی موت کو اُنہوں نے بڑی مصیبت سمجھا اور ایک عام حادثہ خیال کیا۔ اور لوگوں نے یہ خبریں بھی اڑائیں کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے معززین میں سے کسی کو ہم بھی قتل کریں گے۔ تا لیکھرام کا بدلہ لیں۔ اور دل میں ٹھنڈ پڑے۔ پس خدا نے اُن کے شر سے مسلمانوں کو امن میں رکھا اور اُن پر رُعب ڈال دیا سو اُنہوں نے زبانیں بند کرلیں۔ اور خدا نے اُن میں آپس میں پھُوٹ ڈال دی۔ اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور اپنے فریبوں میں انہیں کامیابی نہ ہوئی۔

پھر نئے سرے ایک اور مکر سوچا اور حکام کو میری خانہ تلاشی کے لئے ترغیب دی۔ مگر خدا نے اُس میں بھی انہیں نامراد رکھا۔ اور اُن ہی کو انجام کار شرمندگی اُٹھانی پڑی۔ پھر جبکہ اُن کی آگ بھڑک نہ سکی اور اُن کے بُتوں نے اُن کی مدد نہ کی تو پھر وہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ صلح کرنے کے لئے باہم مشورے کرنے لگے۔ اور اُن میں سے اچھے آدمیوں نے کہا کہ اب صلح بہتر ہے کیونکہ

معاملات میں ابتری واقع ہوگئی۔ اور علاوہ اس کے طاعون نے بھی اُن کو ڈرایا۔ سو اِن دنوں میں انہوں نے صلح کرلی۔ اور یہ ایک خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان ہے۔ وہ وہی قادر خدا ہے جو بیقراروں کی دُعا کو سُنتا ہے۔ اور اُمیدواروں کو نومید نہیں کرتا۔ اور جو شخص اُس کی پناہ چاہتا ہے اس کو ضائع نہیں کرتا۔ اسی کو حمد اور جلال اور عظمت ہے اور اُس کے نشانوں پر نظر ڈال کر حیرت دامنگیر ہوتی ہے۔ اور آنکھیں چشمِ پُرآب ہو جاتی ہیں۔ پس کیا کوئی رشید ہے جو ان باتوں سے نفع حاصل کرے اور یہ نشان درحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آپؐ کے صدق نبوت پر ایک تازہ گواہی ہے۔ پس اس میں غور کرو خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے نشان ہیں جن کو میں نے بخوفِ طوالت بیان نہیں کیا۔ اور اگر تجھے کچھ خدا کا خوف ہو تو تیرے لئے یہی بہت ہے۔ اور مامورین کے پہچاننے کا یہ اصول ہے کہ انکو اُس طریق سے پہچانا جائے جس طریق سے انبیاء کی نبوت پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے میری تکذیب کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا اور استہزاء کیا گیا۔ اور باوجود اس کے کہ مخالفوں نے نشان اور خدا تعالیٰ کی تائیدیں دیکھیں پھر بھی کہا کہ نشان دکھاؤ۔ پس نیکوں کو چاہیئے کہ اُن کفار کے طریقہ سے پرہیز کریں اور مومنوں کی چال چلیں۔ اور اگر تم منہ پھیرو تو کچھ پرواہ نہیں اللہ کا تم کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

(۱۴) خاتمہ

جاننا چاہیئے کہ مہدی اور مسیح میں بہت سی روایتیں ہیں اور وہ سب کی سب

متخالف اور متناقض ہیں۔ اور اکثر روایات کی اسناد پر ہمیں اطلاع نہیں ہوئی۔ اور ان کے پختہ سمجھنے کا ہمیں علم حاصل نہیں ہوا اور قدر مشترک یعنی ظاہر ہونا ایک شخص کا جس کا نام مسیح اور حکم اور مہدی ہے۔ دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ اور اس میں کوئی شک ڈالنے والا نہیں اور باقی روایتوں میں اختلاف اور تناقض ہے جس میں محدثوں کی عقل حیران ہے اور فقیہوں کی درایت تاریک ہے۔ اور عالموں کے دلوں پر سرگردانی کی رات محیط ہو رہی ہے اور انہوں نے بہت سے تناقض اپنے قولوں میں جمع کئے ہیں اور کسی قول کو دلیل کے ساتھ منقح کر کے بیان نہیں کیا۔ اور گرداب حیرت میں پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ بعض کہتے کہ مہدی بنی عباس سے ہوگا۔ اور بعض خیال کرتے ہیں کہ وہ بنی فاطمہ سے ہے اور بعض اُسکو بنی حسین میں سے سمجھتے ہیں۔ اور بعض صرف آلِ رسول خیال کرتے ہیں۔ اور بعض اس کو اُمت میں سے ایک انسان قرار دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی دوسرا مہدی نہیں عیسٰی ہی مہدی ہے۔ اور وہی آئے گا اور کوئی نہیں ہوگا اور اسی طرح اور بھی قول ہیں اور اسی طرح مسیح کے نزول میں اختلاف ہے۔

پس قرآن گواہی دیتا ہے کہ عیسٰے علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے اور وہ زندہ ہیں مرے نہیں۔ اور ایک قوم نے یہ کہا ہے کہ وہ درحقیقت مر گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے۔ اور اس قول کی مخالفت وہی کرے گا۔ جو حق کے مقابل پر ناحق جھگڑتا ہے۔ اور جو لوگ اس کی موت کے قائل ہیں۔ اُن میں سے بعض کہتے ہیں۔ کہ مسیح کا نزول بطور بروز کے ہوگا اور معتزلہ اور اکابر صوفیوں کا یہی مذہب ہے۔ اور جو لوگ نزول

آسمان کے قائل ہیں۔اُن میں سے بعض کہتے ہیں۔کہ وہ دمشق کے منارہ کے پاس نازل ہوگا۔اور بعض اس کی فرودگاہ لشکر اسلام قرار دیتے ہیں۔اور بعض وہ جو دجّال کے ظہور کی جگہ ہے۔اور بعض مکّہ معظّمہ اور بعض بیت المقدّس اور بعض اور اور جگہیں اُس کے نزول کی قرار دیتے ہیں۔اور احادیث میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ اِن اختلافات کو خود مسیح آکر دُور فرمائے گا۔اور خدا اُسکو فیصلہ کے لئے حَکم مقرر کردے گا۔پس جو لوگ اس کو حَکم مان لیں گے اور اس کے فیصلہ سے تنگدل نہیں ہوں گے اور صفائیّت سے قبول کریں گے۔وہی سچے مُومن ہوں گے۔ اور جو لوگ قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ جس عقیدہ پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا وہی عقیدہ ہمارے لئے کافی ہے۔اور ان کو اس بات سے تعجب ہے کہ کیونکر خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک مامور آگیا۔اور انہوں نے کہا کہ یہ تو مفتری آدمی ہے۔اور پہلے صدی کے سر پر انتظار کر رہے تھے۔اور وہ ان کو عزّت دینے کے لئے آیا۔اور اس نے اُن کا تمام سامان تیار کیا۔اور وہ وسائل اُن کو دیئے جس سے مخالف لاجواب ہوجائیں۔کیا انہوں نے اس مامور کے وقت کو شناخت نہیں کیا۔یا وہ ان کے پاس بے وقت آیا ہے۔اور بہ تحقیق خدا تعالےٰ کے دن آگئے۔اور فیصلہ کا دن قریب ہوگیا۔پس انہیں بشارت ہو کہ جو شکر کے ساتھ قبول کریں۔کیا اُن کا یہ ارادہ ہے کہ جس کو خدا بلند کرنا چاہتا ہے۔اس کو پامال کردیں۔اور ناحق بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔اور خدا نے تو یہ لکھ چھوڑا ہے کہ اس کے بھیجے ہوئے بندے غالب ہوں گے۔پس کیا وہ خدا سے لڑ سکتے ہیں اور بات مشتبہ نہیں تھی مگر اُن کے دل سخت ہوگئے سو

وہ اندھوں کی طرح ہو گئے۔
اے لوگو! کیوں خدا تعالےٰ کے نشانوں سے انکار کرتے ہو اور تم نے ان کو بچشم خود دیکھا۔ کیا تم میں کوئی بھی رشید نہیں۔ اور تم نے خدا کے بندہ مامور سے ٹھٹھا کیا اور قریب تھا کہ تم اس کو تلوار سے قتل کر دیتے مگر خدا نے تم پر سلطنت کا رُعب ڈالا اور اگر یہ سلطنت نہ ہوتی تو تم خدا کے مُرسل پر حملہ کرتے۔ اور حق کھُل گیا اور تم نے ناحق عذر تراشے۔ اور کچھ غور نہیں کی۔ سو ہم خدا تعالےٰ کی طرف اپنے کام کو سپُرد کرتے ہیں اور وہ احکم الحاکمین ہے۔
فقط۔

خاکسار: میرزا غلام احمد قادیانی ضلع گورداسپور پنجاب

۲۰؍ نومبر ۱۸۹۸ء

Engravico.